عاجز کے کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ جلد و بکفایت ویلوپی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

URDU SECTION

۲

مجمع الاشعار فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف غزل حافظ علیہ الرحمہ

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

۸۹۱۵۳۲۰
۶۲۵۸۰

مجمع الاشعار اُردو

ردیف الف

ALIGARH
- 3 JAN
2002

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کرسکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
پھر تو وہ اس منہ سے ہو سکتی ہے کب نعت رسولؐ
یہ زبان قابل ہے کب اس بات کی جو کیجیے
نام حمد و مدح کا لینا مجھے زیبا نہیں
تو ثنا ذاتی کو شام و صبح لازم کر یقین

نارسا ہے شان میں جسکے پیمبرؐ کی ثنا
یا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی ثنا
حضرت زہراؓ کی اور شبیرؓ و شبرؓ کی ثنا
کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا
حضرت اُستاد یعنی شاہ مظہر کی ثنا

غزل سودا

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا
پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
ہمقفس میں آن کی خاموش ہو رہے
ظاہر میں عندلیب کی صورت بنی تھی زرد

موسیٰ نہیں جو شیفتہ ہوں کوہ طور کا
جلوہ ہر ایک پر ہے محمدؐ کے نور کا
اے ہم صفیر وفائدہ ناحق کی شور کا
تھا یاد عندلیب کو اُس کے ظہور کا

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

روبا مین کسقدر ہوں ہم ہوش آیا جب — بیہوشی مین خیال جو گذرا قبور کا
توڑوں یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے — ہووی نہ مجھکو پاس جو تیری حضور کا
سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو — آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہی تعویذ میری جی کا — صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر — چاروں طرف نہ سکے کیونکر ہو کھٹکی کا
سایہ ہو جن پر انکا انکو نہین خطر ہی — کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت بچار یارب البستہ رکھہ دل اپنا — گر تجھہ پہ کھل گیا ہی عقدہ روا دری کا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا — ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا
حرمت سی ملائک نے جسے سجدہ کیا ہی — جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا
گل ہی وہی سنبل ہے وہی نرگس حیران — اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — مذکور یہی آیت قرآن مین آیا
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے — ہر تار مین بولا اور ہر اک تان مین آیا

غزل

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا

غزل یغما

کہین وہ بادشاہ تخت نشین — کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بھلا وہ کہہ کے الست — کہین وہ بندۂ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن — کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد — کہین رندون کا پیشوا دیکھا

غزل نظیر

ملا آج مجھکو وہ چنچل چھبیلا — ہوا رنگ سنکر رقیبون کا پیلا
کیا جس نے مجھ سی عداوت کا بیجہ — سَنُلقِی عَلَیہِم عَذَابًا ثَقِیلًا
نکل اُس کے زلفون کے کوچے سے اے دل — تو پڑھتا قُمِ اللَّیلَ اِلَّا قَلِیلًا
کہستان مین مارون اگر آہ کا دم — فَکَانَت جِبَالًا کَثِیبًا مَّهِیلًا
نظیر اُسکے فضل و کرم پر نظر رکھ — فَقُل حَسبِیَ اللّٰہُ نِعمَ الوَکِیلًا

غزل حیدری

برابری کا تری گل نے جب خیال کیا — صبا نے مار طمانچے منہ اُسکا لال کیا
وہین ہو چین بجبین غصّی سی کہا مت بک — کبھی جو بوسی کا اُس سے مین سوال کیا
نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام مرے — بدن سی روح نے آخر کو انتقال کیا
گرا تھا کٹ کی زمین پر کبھی ترا ناخن — فلک نے اُسکو اُٹھا کر وہین ہلال کیا
ادا کا اُسکے نہ دیکھا مین حیدری محبوب — خدا نے اُسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دل مین اثر پیدا ہوا | باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا
اشک جاری رات دن ہین چشم گریانسے مری | اسقدر رویا کہ اشکون سے گہر پیدا ہوا
دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اُس ماہ کو | کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا
اب مجھے تیری بجز آتا نہین آرام و چین | پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا
زخم آئے ہو گئے چھل چھل کے سارے جسم تک | دردِ دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل فقیہ

ہمنے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا | پر یہ قسمت کے نوشتے کو نہ ٹلتے دیکھا
مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری | صد فلاطون کو یہان ہاتھ ہی ملتے دیکھا
بزم دنیا مین عجب دیکھا اثر جنون کیا | یان فرشتون کے بھی پاؤن پھسلتے دیکھا
پیش تجھ پرتوِ دیدار کے انسان کیا ہے | ہمنے تو طور کو اپنی جا نہ سنبھلتے دیکھا
جب تپے ہین جدائی صنم مین بسمل | لختِ دل ہمنے فقیہ کا بھی نکلتے دیکھا

غزل الیجا

فرط شوق اس بت کے کوچے مین لگا لیجا ئیگا | کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجا ئیگا
بازو میرا توڑ کر صیاد نے قابو نہ چھوڑ | ناتوان ہون باد کا جھونکا اوڑا لیجا ئیگا
بعد مر جیکے مری کچھ خاک بھی بچتی نہین | کیا چبانے کو مری ہڈی ہما لیجا ئیگا

غزل غلام علی

روتی روتی جان جاویگی فراق یار مین
اس تسلی سی نہین عاشق کو تسکین ہوئیگی
ای مری مشکل کشا مشکلکشائی کیجیی

اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا
جس نی رنجیدہ کیا وہ ہی منا لیجائیگا
تم بغیر از کون میری التجا لیجائیگا

غزل معروف

آج مین اپنی جی سی در گذرا
کہہ کی دش بوسی دو لگی دینی
زخم پر زخم مت لگا ای چرخ
ہو گئی تم تو میری دشمن جان
اسکا خط مجھ مریض عشق کو دو
دی مجھی یارب اس جہان کا غم
آنکھ ٹک موندلی دی حیرت عشق
کہہ دلا یار کو نہ وعدہ خلاف
اسنی کین نیکیان برای معروف

دل نہ پر عاشقی سی در گذرا
جاؤ لیں مین سبھی سی در گذرا
مین تری اس ہنسی سی در گذرا
ایسی مین دوستی سی در گذرا
نسخۂ بو علی سی در گذرا
اس جہان کی خوشی سی در گذرا
ایسی مین ٹکٹکی سی در گذرا
مین تری راستی سی در گذرا
تو نہ اپنی بدی سی در گذرا

غزل عمر

عشق نی تیری مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
موت سی آگی مرچکا نیکی بدی سی کیا غرض

عیش و خوشی و زندگی سارا جہان مجھا
ہستی سی لیکی تا عدم جام بقا پلاد

ڈھونڈھوں کہان پھرون ہون یار کو فکر مین اپنی چور
میری سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہے کچھ غلط
غم مین اپنی آپ ہی مین یہ سمجھ گئے چپ ہا

آپ ہی مین آپ ملگیا پردہ جو مین اٹھا دیا
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا
جبکہ ملا وہ مجھ سے آ ہنس کے مجھے رُلا دیا

غزل ملنگ شاہ

مرا درد و غم تجھ پہ اظہار ہوگا
ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ
وہ پل تو ہی چھوٹا اور رستہ ہی باریک
ملنگ شاہ سائین تجھ روشن اسم ہے

اُدھر منزل عشق بسیار ہوگا
اُدھر مرہم وصل تیار ہوگا
یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا
اُدھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا
کئی آ گئے بیچ مین لٹ کی وان
قضا میری کا فا ادھر آگئی جو
عجب پھیر قسمت کا ہے میرے یارو
خفا ہم سے شب کو صنم ہوتے مین
بہت چاہا دل بیچ دیجے صنم کو
صراحی سے ساقی نے مے جو پلائی

کہا خلق نے رشک گلزار نکلا
مری چشمون سے جو گہر بار نکلا
بھلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا
جسے یار سمجھا سو اغیار نکلا
سرے مجکو لیکر وہ بازار نکلا
مرے دل کا وہ ناخریدار نکلا
نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل جامی علیہ الرحمۃ

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

الصبوح الصبوح یا اصحاب
المدام المدام یا احباب
می چکد ژالہ بر رخ لالہ
می دمد صبح و کلہ بست سحاب

غزل بہار

چشم جانان کو دل زار نے سونے نہ دیا — رات بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
یاد دلواکے صنم یار تری آنکھون نے — باغ مین نرگس بیمار نے سونے نہ دیا
قبر مین جنکو سلانا تھا سلایا اُن کو — پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا
ہی یہ مشہور کہ سولی پہ بھی آتی ہی نیند — وان مجھے آنسو نکے تار نے سونے نہ دیا
آرزو دل مین ہی اب نعش مری دفن کرو — گھر مین تو چین سی بہار نے سونے نہ دیا

غزل سوز

قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا — کہ لینے کو اُسکے مرا جان نکلا
کھڑا نعش پر ہوکے بولا کہ ہے ہے — یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے مین بعد سینے کو چیرا — تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
ٹک سر کہا ہای مین نے کیا کیا — مین سمجھا کچھ اور کچھ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والو مگر سوز ہے یہ — بھلا اس سے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا تہا جس کے خاطر — یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا — محو سب ہوکے چمن غنچہ گلزار جھکا
نرگس مست تری آئین جو گل در گلشن — گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا

غزل شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

کان کی نیچے جو نکلی تری سنبل زلف
جب وہ بانہی سے نکل مار طرحدار جھکا

شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن
قرص الماس پہ وہ چہرۂ گلزار جھکا

عرق آیا جو وہ مکھڑا کہ جبین اسکی دیکھ
لے ستارونکو زمین پر مہ انوار جھکا

کس شرابی کو تری دیکھ کے میخانے مین
شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا

شوخ اس مے مین تری کیا ہی بلا کی آتش
پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا

تیر نادک تری مژگان کی ہی ابرو ہی کمان
ہدف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا

حسن کی تیری جو دکانمین عجب ہے سودا
جو اسی جنس گران پر وہ خریدار جھکا

غزل نسیم

گو ہمنے دل صنم کو دیا پھر کسیکو کیا
اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسیکو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک
آپ ہی سیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا

آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا
آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسیکو کیا

اپنی تو زندگی میان مثل حباب ہی
گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسیکو کیا

دنیا مین ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم
جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسیکو کیا

غزل خورشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گانا بسنت کا
فرخندہ ساقیا ہی یہ آنا بسنت کا

تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب
بیٹھا ہی شاخسار پہ تھانا بسنت کا

گل کھوے کان سنتا ہی دیتا ہی غنچہ تال / گاتی ہی عندلیب ترانا بسنت کا
خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد / کرتا ہی جس سبب سی ترانا بسنت کا

غزل محکم

ہاتھ سی وحشت کی ٹکڑی پیرہن ہو جائیگا / پیرہن کیا چیز ہی ٹکڑی بدن ہو جائیگا
تو ٹپکنے کا مری اشکون کی ہمدم غم نکر / رفتہ رفتہ ایکدن دُرِ عدن ہو جائیگا
مست ہو نازان پھولتی سی گل کہ ہر دم عندلیب / آخرش ویران خزان سے پھر چمن ہو جائیگا
ابر تو سبزے پہ میری قبر کے برس آن کر / کاہ تو یہ ہووگی خرم گلبدن ہو جائیگا
نیزہ آہون کی کثرت کھا یقین محکم مدام / ٹکرے ٹکرے ایکدن چرخ کہن ہو جائیگا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہووےگا / ترا قرار بدار القرار ہووےگا
وطن سے گے بچھاو چٹائی مین تخت شاہی / اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووےگا
لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہی / بدن ترا خورش مور و مار ہووےگا
نہ کر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا / کبھی پیادہ وہان شہسوار ہووےگا
اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہی گا / پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہووےگا
نڈر خدا سے تو ہوکر گناہ کرتا ہے / نہ جانون کیا ترا انجام کار ہووےگا
طمع کسی سے نہ رکھ اس جہان فانی مین / سوا عمل کے ترا کون یار ہووےگا

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر کو
خدا ہی سے ترا دار و مدار ہووے گا

اگر چھپائے کسی طرح سی تو اپنا کیا
پر ایک دن تو وہ سب آشکار ہووے گا

ہر اک حلال سی تیری حساب لیوینگے
ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووے گا

تو اپنی کوچ کی کچھ فکر کر یہاں شیدا
کلام سعدی ترا یادگار ہووے گا

غزل سودا

اب تلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا
تجھ سے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا

خون دل چشم سی بہتا تھا پہ دامن تک
موج زن تا بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا

جس نے دیکھی تری صورت کہا سبحان اللہ
قدرت حق سی نمایان نہوا تھا سو ہوا

قابل شانہ تری زلف ہوئی جس دن سے
کبھی جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا

خط کی خوبی ترے عارض پہ کچھی ہے کہ سو
رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا

داغ جو عشق کا چمکے ہی مرے دل کے بیچ
مہر ذرے میں درخشان نہوا تھا سو ہوا

ابر مژگان تصدق سی ترے ای سودا
سبز و خرم جو بیابان نہوا تھا سو ہوا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارا مارا
جس کے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کو جنگل میں شکار
مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی میں آیا تھا تصور تیرا
ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرہ مارا

ردیف ثای مثلثه غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث
هجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند و قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث

ہمنے پھینکی تھی کلی اُسکی طرف لاے کی
اُسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

عشق بازی کے لیے ہمنے بچھائی چوسر
پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا

خیر کیا چیز ہے عقل سے اُٹھا دون پل مین
کیا کہون کہہ نہین سکتا ہین تمھارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کے روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل طور

کبھی وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا

ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
حنا کا جور دکھلایا تو ہوتا

رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا

گیا تنہا ترے کشتے کا لاشا
لحد تک اُسکو پہونچایا تو ہوتا

کھڑا ہون کب سے تیری زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا

غرور عاشقی ہے شور بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسےٰ کے مانند
رخ پرنور دکھلایا تو ہوتا

غزل تبسم

جھلک دکھا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
ابھی نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزاروں ہیں صف مژگاں تیر کے گھائل
تجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا

خدا کے واسطے کر رحم اے بت سیمین
ترے تو روز کی جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کئی خانماں کیے برباد
مجھی کا زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہان میں جتنے ہیں عشاق بیوفائی سے
یہ عاشقوں کو تو یار و وفائی لوٹ لیا

نہیں ہے شکوہ رقیبوں سے کچھ مجھے ہمدم
کہ دل لگاتے ہی اس آشنائی لوٹ لیا

رواں تھا قافلہ اشکوں کا جو مری یارو
سو اس تبسم غارت گر بانے لوٹ لیا

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے تو معمور ہوا
شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا

کیسا خوش رہتا تھا گلزار عدم میں آدم
آکے ہستی میں غم و درد سے رنجور ہوا

کبر ناحق کے ہیں از بسکہ جہان میں معمور
جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو مغرور ہوا

سخن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجے
آپکو بھول گئے میں اس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو
جس سے یہ پارۂ گل جوہر پر نور ہوا

جو تجلی حقیقت کہ ہم خواب تم سے اشفاق
وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل درد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منھ کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا

ذکر میرا ہی تو کرتا تھا صریحاً لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہاں پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

پرورش غم کی تری ہاے صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور تھا

محتسب آج تو میخانے مین تیرے ہاتھون
دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور تھا

درد کے ملنے سواے یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور تھا

غزل افصح

پہلو سے میرے جبکہ جدا یار ہو گیا
بیت الحزن مجھے در و دیوار ہو گیا

صبح و مسا خیال قد یار ہو گیا
ہر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

زلف معنبرین کو ترے دیکھ کر خجل
سنبل چمن مین مشک یہ تاتار ہو گیا

عشق بتان مین آبلہ پا کے فیض سے
ہر خار دشت چشم زدن وار ہو گیا

از بس ہوا تھا حسرت دیدار یار مین
پیدا اثر سے نرگس بیمار ہو گیا

پیاسا تھا یہ تو سے لہو کا ہر سو آج
سیراب خون سے خنجر خونخوار ہو گیا

سودائی زلف یار مین وحشت ہوئی نصیب
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا

آنکھون نے غرق بحر بیغیرت کیا مجھے
نادیدہ جرم کا مین گنہگار ہو گیا

ہووے گذر جو کوچہ جانان سے اے صبا
کہیو کہ ایسا کیون تو دل آزار ہو گیا

کل جسکو جا کے دیکھا تھا ظالم بحال نزع
تجھ پر نثار آج وہ بیمار ہو گیا

بوسہ لیا تھا اس لب میگون کا رات کو
مین مست بادۂ لب میخوار ہو گیا

سینہ تو میرا ناوک مژگان سے چھن گیا
سر زیر تیغ ابرو خمدار ہو گیا

بالا سے بام آکے جو جلوہ دکھا دیا — موسیٰ کو کوہ طور پہ دیدار ہو گیا

بے پردگی فزون ہوئی جب سے شور عشق — زیب نقاب جبکہ رخ یار ہو گیا

خاموش فن شعر میں تھا تو ن سہو تو — افصح تجھے تو پھر لب اظہار ہو گیا

غزل مسطور

جب سے اس بزم میں آیا ہی قدم حقے کا — حقہ کش تجھ پہ ہیں کھرتے ہیں دم حقے کا

دم بدم بوسے لیتا ہی لب جاناں کے — مجھ سے دیکھا نہیں جاتا یہ ستم حقے کا

اسکی فرقت میں دھواں دل سے نکلتا ہی مرے — دیکھنے والوں کو ہوتا ہی بھرم حقے کا

اپنے ہاتھوں سے دیا غیر کو حقہ بھر بھر — مجھ پہ ہرگز نکیا اُس نے کرم حقے کا

کہا مسطور نے اُس شوخ سے جو تم بھی پیو — لگے فرمانے مجھے شوق ہی کم حقے کا

غزل میر

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا — دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

سارے رند اوباش جہاں کے تجھ سے سجود میں رہتے ہیں — بانکے ٹیڑھے ترچھے تیکھے سب کا تجھ کو امام کیا

شیخ جو ہے مسجد میں ننگا رات کو تھا میخانے میں — جبہ خرقہ کرتا ٹوپی مستی میں انعام کیا

یاں کے سپید و سیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے — رات کو رو رو صبح کیا اور دن کو جوں توں شام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو — قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

غزل نشاط

جو گھر سے نکلی تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نپٹ لڑاکا

یہ راہ چلتے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا

اڑا دی آنکھیں وہ بیحجابی کہ پھر پلک سے پلٹ ماری
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ چلبلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چہرہ دیکھو بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھی قبا کا

گلے لپٹتی ہیں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو چمکا چمک کے کہیں لپکا تو پھر چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آگے چلے تو خیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر مجھ پہ پری سی کیجا بدل کے صورت چھپا کے منہ کو
جو دیکھ لیویگا وہ سمجھیگا تو یار ہوگا کبھی جھڑاکا

غزل مشہور

نہ ملتا گر خون سے دل مرا مشہور کیوں ہوتا
نہ دیکھا نہ کسی بیمار وہ رنجور کیوں ہوتا

خدا پیدا نہ کرتا جگ میں گر ذات محمدؐ کو
تو موسیٰ کی تئیں معراج کوہ طور کیوں ہوتا

لکھا تھا طوق لعنت کا او پر دیکھا فرشتوں نے
اگر یہ جانتا شیطان تو وہ مغرور کیوں ہوتا

کیا دعوی انا الحق کا ہوا سردار عالم کا
اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیوں ہوتا

غزل ایضاً

دیکھنا جب مجھے کیا جان یہ گالی دینا
کس سے سیکھے ہو ہر اک آن یہ گالی دینا

اختلاط آپ سے اور مجھ سے کہاں کا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

اب تو سنتا ہی ہیں جا ہو سو پیارے کہ لو
پھر تمہیں ہووےگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہوگا جوان پھر تو کسے بہاویگا | چندر وز اور ہے مہمان یہ گالی دینا
دوست مجھے دیجیے ہی عین سعادت میری | عاشقون پر تو ہوا احسان یہ گالی دینا
تیری غصے سی جو انشا ہو خفا ناحق ہے | پیر تجھی چاہیے نادان یہ گالی دینا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا | نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا | یہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت | یہ مزہ ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا | یہ تماشا کتاب مین دیکھا
ایک پیالے مین مست ہو جانا | یہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل مصحفی

انگڑائی لیکر اپنا مجھ پر جو ہار ڈالا | کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
سب آسمان سی تارے آنکھین لگے لڑانے | نرگس کا جب گلی مین اس گل نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو اٹھتی ہی سو ادا سے | بجلی کے دم طمانچے مین اس پہ وار ڈالا
جب چل سکا نہ ہمسے بار گران ہستی | یہ بوجھ ہمنے سر سے آخر اتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا مین ان لگاوٹون مین | اسکی نگہ نے مجھ پر جادو ہزار ڈالا

غزل حسن

ردیف را غزل حافظ رحمة الله

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور
کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور

ای دل غمدیده حالت به شود دل بد مکن
وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور

گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن
چتر گل بر سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور

دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت
دائماً یکسان نباشد حال دوران غم مخور

ای دل ار سیل فنا بنیاد هستی بر کند
چون ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور

هان مشو نومید چون واقف نهٔ از سر غیب
باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور

حال ما در فرقت جانان و ابرام رقیب
جمله میداند خدای حال گردان غم مخور

حافظا در کنج فقر و خلوت شبهای تار
تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور

کروں شکوہ تو سو اس کے میں نہ آئیگا | نہ ہو دہر کا ہر تحمل میں گر اسکے روٹھ جائیگا
مجھے آتا ہی رونا دیکھ کر ان کو اب اپنے | کہ تھا اک وقت میں کہ یہی یہ سر ہائیگا
ملامت ہی کریں گے اور الٹی مجھکو ہنس ہنس کر | کوئی احوال پر تیرے نہیں افسوس کھائیگا
حسن تو ہر کسی سے حال دل کہتا پھرے ہی کیوں | عبث بدنام ہوگا اور نہیں کچھ اسمیں پائیگا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا | دم کے جانے کا نہایت غم رہا
دیکھ میرا رونا اس نے ہنس دیا | برق چمکی ابر باران تھم رہا
کون کہتا خیمہ لیلےٰ اسیاہ | اس میں مجنون کا سدا ماتم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر | تو نہ چیتا دن نہایت کم رہا

غزل احمد

آج اس دلبر کا مجھکو غم رہا | ہجر میں اس یار کے ماتم رہا
دیکھ اس بیمار کا حال ای طبیب | دم مرا اسکے لیے بے دم رہا
یاد میں اس شوخ کی ہو خون دل | اشک آنکھوں میں مری آ جم رہا
مر گیا تھا عشق میں واللہ اب | اسکے آنے سے مرا کچھ دم رہا
احمد اب دنیا میں تو کب تک رہا | جو کوئی آیا وہ آخر کم رہا

غزل احمد

دل مرا اسرار الٰہی سے جو پُر نور ہوا
عشق احمدؐ سے مرا سینہ بھی معمور ہوا

پنجتن پاک کا ہی مجھکو وسیلہ بیشک
اُن کی الفت مین مرا درد والم دور ہوا

چار یارون سے مرا کام برآوے ہردم
اُن کے یارون مین رہا جو وہی منظور ہوا

پیر میرے ہین صحیح قطب دو عالم واللہ
اُن کے حلقے مین جو آیا وہی مسرور ہوا

روز محشر کا مجھے خوف نہین اے احمد
حامی تیرے ہون وہان جنکا ہے مذکور ہوا

غزل رضا

ادا سے دیکھکر آنکھین چرانا
قیامت پر قیامت مسکرانا

ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا
بلائے سے یہان گاہے نہ آنا

یہی حسرت رہی دل مین مری جان
کبھی تونے کہا میرا نہ مانا

ڈرا کر آہ سے ہم دل جلون کے
کسی کا خوب نا ہرگز ستانا

روا کب ہے بھلا اے شمع محفل
مجھے پروانہ سان ہر شب ستانا

نصیحت ماں نے کھینچے گا تکلیف
رضا بہتر نہین دل کا لگانا

غزل میر

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

مین وہ رونیوالا جہان سے چلا ہون
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھے کام اکثر ہی رونے سے ناصح
تو کب تک مرے منھ کو دھوتا رہے گا

ردیف شین غزل نعمت اللہ

بس اے گریہ آنکھیں تری کیا نہیں ہیں	کہاں تک جہان کو ڈبوتا رہے گا
مرے دل نے وہ نام پیدا کیا ہے	جسے سن کبھی وہ ہوش کھوتا رہے گا
تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے	ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا
بس اے میر مژگان سے پونچھ آنسوؤں کو	تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا

غزل منتظر

عمر بھر اس پہ میں مرا ہی کیا	وہ مسیحا بھی دم دیا ہی کیا
عاشقی کے سوا بھی ہمنے اور	جو کیا کام سو برا ہی کیا
تھا وہ نا آشنا مزاج و لے	آخرش ہمنے آشنا ہی کیا
گو بھلا یا برا ہو شعر اپنا	سنکے یارون نے واہ وا ہی کیا
کر گئے قیس و کوہکن جو جو	ہمنے بھی اس سے کچھ سوا ہی کیا
اک نہ اک اسکی زلف دوری سے	پیچ دل پر مرے پڑا ہی کیا
شب فرقت میں منتظر ہر روز	شمع سان آہ دل جلا ہی کیا

غزل لالہ

آتا ہے خوابگاہ سے پیارا اٹھا ہوا	جھکتا ہوا خمار سے اور سمٹتا ہوا
زلفون کے بال نیند سے بکھرے ہیں سب	صندل جبین پہ رات کا کچھ کچھ مٹا ہوا
متوالی آنکھیں نیند سے کچھ کچھ ڈھلی ہوئیں	چیرا بسنتی سر کے اوپر لٹ پٹا ہوا

ردیف صاد غزل حافظ

ردیف ضاد غزل حافظ رحمۃ اللہ

اک رات کو مین آخر شب ہوکی بیقرار
دیکھون تو سب رقیب پڑی ہین ادھر اودھر
لب سی ہے لب ملا تو اُٹھانی لگا وہ لے
مین نے کہا کہ جانی یہ لالہ غلام ہے

چورونکی طرح سے جو گیا کانپتا ہوا
جانی کے منھ پہ شال کا پردا پڑا ہوا
اتنے مین آنکھین کھُل گیئین اور یہی مزا ہوا
اک بوسہ گر چھپا کے لیا تو یہ کیا ہوا

غزل آصف

آج جبتک ہی پہلو مین جو وہ دلدار نہ تھا
رات کیا بات تھی تیلا تو مجھو اے ظالم
کرکے وہ تیغ زنی مجھپہ ہوا جین بجبین
کل جو دیکھا تہی بستر پہ وہ بیمار پڑا
اُسکے جانے سے تجھے موت نہ آئی آصف

آہ بھر نا یہ مرا خالی از اسرار نہ تھا
ایسا اقرار بھی کرنا مجھے درکار نہ تھا
یعنی وہ قتل کے کرنے کا سزاوار نہ تھا
آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا
ایسی رسوائی کا جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل شہامت

عزم ہے بیت الحرم کو زاہد نادان کا
حق سے جب خالی ہو دل تب غالب ہو نفس شوم
حُب دنیا ہر طرح کا دام ہے چارون طرف
قالب خاکی کا خواہان کوئی دیکھا بعد مرگ
تجھکو مشکل ہے شہامت ایک مصرع تھا اگر

خانۂ اللہ ہے دل حضرت انسان کا
بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا
صاف اڑجانا وہان سے کام ہے اوسان کا
قرب ہے اس گھر کے اندر اور ہی مہمان کا
احمد مختار خود ناظم ہے اس دیوان کا

غزل خلیق

اشک جو چشم خون فشان سے گرا
کھا ستارا اک آسمان سے گرا

اُس پہ جل بل کے گُل کباب ہوا
رات بلبل جو آشیان سے گرا

شیشۂ دل تو چور ہو جاتا
کوئی پتھر نہ آسمان سے گرا

مین نے آنکھون سے لیا اُسکو
پھُول جو دست باغبان سے گرا

ہنس دیا یار نے مین رات خلیق
کھا کے ٹھوکر جو آستان سے گرا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا
اُسی کے ہاتھ سے دار و مدار کا پہونچا

دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا
گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا

اُگے یقین ہے وہان سے ہزار لالہ و گل
قدم جہان پہ مرے گلعذار کا پہونچا

کم اُسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو
ہے قتل عام سے رنگین نگار کا پہونچا

ہماری دیکھ کے اس مرغ دل کو اے صیاد
خیال کیا ترے جی مین شکار کا پہونچا

جہان کو مست کیا اک نگاہ نے تیری
ادھر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہونچا

امید یہ ہی طبیعت تو باغ باغ ہوئی
پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل شاہ ظفر

کشتہ ہون کسکی طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن کا نعیم کا	کیا دل لگے ہی تیری گلی کے مقیم کا
دولت سی عشق کی مرا ہر قطرہ سرشک	تکمہ ہے میری جیب مین دُرِّ یتیم کا
دکھلائین سوزش دل بیتاب ہم اگر	کانپ اُٹھے شعلہ شوق سے نار جحیم کا
آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین	واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا
آنکھون مین اپنی نور اسی سی ہی اے ظفر	یہ مردمک ہی سایہ محمدؐ کے میم کا

غزل قاسم

سمجھے وہی انداز مرے طرز سخن کا	نالہ ہو سنا جس نے کبھی مرغ چمن کا
اُس غیرت خورشید نے مارا مجھے ازبس	جون خط شعاعی ہی ہر اک تار کفن کا
ملبوس کا پابند نہین ہے کبھی عاشق	مجنون کو کیا فکر ہے عریانی تن کا
کندن کو بھی دیکھا تو وہان لگ نہین سکتا	اللہ رے مطبوع ترا رنگ بدن کا
ہی سیوتی کی پھول سی یہ سادگی تیری	کیا قہر ہی عالم ترے جیسا ختن مین کا
بکھری ہین زلفین رخ پر اس چاند سی منھ پر	قاسم کو دکھائی ہین یہان چاند گہن کا

غزل شرر

میٹھی نگہ کی چاٹ پہ دل ہی لگا ہوا	ہی ان رسیلی آنکھون مین شربت گھلا ہوا
آنکھون کی طرح داغ کھلے ہین یہان ہزار	کلیجا ہو تو دکھاؤن مین سینہ جلا ہوا
قاتل کو میری قتل سے آیا نہ انفعال	کچھ خون کرکے اور بھی وہ پھنپھنا ہوا

ردیف قاف غزل حافظ

ردیف لام غزل سعدی

یاد آگیا جو شام کو اُس مہ کا خطِ سبز — سینے کا داغ از سرِ نو پھر ہرا ہوا
وا شد ہوئی نہ اُسکو نسیمِ بہار سے — جون غنچہ ساری عمر رہا دل رُکا ہوا
شعر و سخن سے کیا کھلین عقدے نفاق کے — مضمون ہر رقیب سے اُسکا گھٹا ہوا
ٹھہرا نہ آکے عالمِ فانی مین ایک آن — مثلِ حباب دم مین مزاجی فنا ہوا
دی ڈالا نقدِ جان شرر نے بقولِ میر — شکر خدا کہ حقِ محبت ادا ہوا

غزل سودا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نجائیگا — جون اشک پھر زمین سے اُٹھایا نجائیگا
رخصت دے باغبان کہ ذرا دیکھ لین چمن — جاتے ہین اُن جہان سے پھر آیا نجائیگا
تیغِ جفا سے یار سے دل سر نہ کھینچیو — پھر منھ وفا کا سے دکھایا نجائیگا
زاہد گلے سے مستون کے باز آئیگا نہین — تا میکدے مین لا کے جھکایا نجائیگا
آویگا اس چمن مین وہ یار جب تلک — پانی گلون کے منھ سے چھوایا نجائیگا
آنے سے فوج خط کے نہو دل کی مخلصی — باندھا ہے زلف کا یہ چھُڑایا نجائیگا
پہونچین گے اس چمن مین ہم داد کو کبھی — جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا
کعبے کو ڈھا تو غم نکر اے شیخ بت شکن — دل برہمن کا ہے کہ بنایا نجائیگا
عمامے کو اُتار کے پڑھیو نماز شیخ — سجدے سے درد سر کو اُٹھایا نجائیگا
داماں و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا — عالم کے دل سے داغ دھلایا نجائیگا

ظالم نے مین کہا تھا کہ اس غنچہ سے در گذر | سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جائیگا

غزل عاجز

سجن کا آنا بہار گلشن | سجن کا جانا نپٹ قیامت | سجن کا رونا غضب خدا کا | سجن کا ہنسنا کلی کا کھلنا

سجن کی انکھین سدا ہین کیفی | سجن کی پلکین سدا ہین برچھی | سجن کی زلفین سدا ہین خونی | سجن کی باتین سدا ہین برچھا

تری کمر کو وہم سا سمجھا | ترے دہن کو عدم کو دیکھا | ترے لبون کو عقیق پایا | ترے سخن کو مین خوب سمجھا

سخنوروں مین مین ہون سخنور | قلندروں مین مین ہون قلندر | مدبروں مین مین ہون سیانا | جنون تموں مین مین ہون دوانا

مری رباعی ہی ربع مسکون | مرا مخمس ہے غم کا پنجہ | مرا تخلص ہی زور عاجز | خیال میرا ہی نقش دریا

غزل یکتی

جس دن کہ تیری ملنے کا گلکو پیام تھا | غنچہ پہ ہنسنا گل پہ مہکنا حرام تھا

قمری درخت سرو پہ گاتی تھی یہ سرود | آتا وہ سرو ہے کہ تو جس کا غلام تھا

نرگس بھی آنکھ کھولے کھڑی تھی بانتظار | لالہ بھی ہاتھ پر دھرے اک می کا جام تھا

سوسن سے یاسمن تھی کھڑی ہاتھ جوڑے اسطرح	ہر رشک جنکے دیکھنے سی ہر صبح و شام تھا
گلشن مین باغبان کا تھی جابجا غرض	شمشاد اور سرو یہ کل اہتمام تھا

غزل نثار

اسکے قدموں سے لگی رہتی ہی دن رات حنا	خوب دنیا مین بسر کرتی ہی اوقات حنا
دسترس جسکو نہیں جنکے قدم تک پہونچین	تو بڑی ہاتھ مین کہتی تری کیا بات حنا
عرض کیجو تو ہماری بھی قدم بوسی تک	اسکے قدموں سے لگے اب جیسے کسی رات حنا
تو بھی اسطرح لگے گا مری چھاتی سے کبھی	شوخ جس طرح سے لگتی ہی تری بات حنا
ہم تو مایوس ہی اسکی قدمبوسی سے	جا کے قدموں سے لگی یار کے ہیہات حنا
غنچہ قین یار کے مشاطہ لگاتی ہین نثار	گل مہندی یہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

کیا جو یار نے ہمسے پیام رخصت کا	تو دم نکل گیا سنتے ہی نام رخصت کا
مثال شمع کے جبتک ٹپک پڑے آنسو	سنا جو شوخ کے منھ سے کلام رخصت کا
چلا ہون یار کی مجلس سے اٹھ کے ای ساقی	مجھے پلادے تو اب ایک جام رخصت کا
میان جو شکل صنم کی تھی سو تو سب دیکھی	امیدوار ہے اب یہ غلام رخصت کا
تم اپنے ظلم سے ہرگز نہ باز آؤ گے	چلا نظیر ہے تجھے سلام رخصت کا

غزل علی

کہو بلبل سے لیجاوے چمن سے آشیان اپنا
پڑھے گر صد ہزار افسون ہوگا باغبان اپنا

اٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا
کہا گل سے کہ بے یہ بیوفا ہمسے مکان اپنا

ہوئی جب باغ سی رخصت کہا کے رد رویا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوٹے آشیان اپنا

اری صیاد یون چاہی تو جی در جان ہی حاضر
ولیکن طوق قمری کی طرح کرنے نشان اپنا

ہوا جلتا ہی جی اس بلبل بیکس کی نوبت پر
کہ گل کے آسری پر یون لٹایا خان و مان اپنا

چلی جب باغ سی بلبل لٹا کر خان و مان اپنا
نہ چھوڑا ہای بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ تو گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
چمن مین کسطرح تونے بنایا خان و مان اپنا

یہ حسرت رہگئی کس کس مزہ سے زندگی کٹتی
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کر اسقدر روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل
ڈبویا ہای آنکھون نے تمامی خان و مان اپنا

مگر دل سے پیار رکھتا علی گوہر سے پیارے کو
وہ حکم شاہی رکھتا تھا وہی تھا مہربان اپنا

غزل سودا

باطل ہے ہمسے دعوی شاعر کو ہمسری کا
دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا

آئینہ خانے مین وہ جسوقت آن بیٹھے
پھر جس طرف کو دیکھا جلوہ ہے وان پری کا

جز شوق دل نہ پہونچون ہرگز کبھی جانان
ای خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا

طالب ہین سیم و زر کے خوبان ہند جانان
احوال کون سمجھے عاشق کی بے سری کا

غزل قیس

جاکے گلزار سے صیاد پھر آیا اُلٹا — کیا نصیبہ ہے ترا بلبل شیدا اُلٹا
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس — یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا اُلٹا
گالیاں دیتے ہیں اور آپ ہی خفا ہوتے ہیں — غیر سے جا کے گلہ کرتے ہیں شکوا اُلٹا
نام اُسنے جو سُنا عشق کی بیماری کا — میرے دربر سے پھرا آکے مسیحا اُلٹا
یاد آیا جو مجھے کوے صنم حشر کے دن — در فردوس تلک جاکے پھر آیا اُلٹا
نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے — رحم کی جا اُسے آجاتا ہے غصا اُلٹا
قیس کیطرح سے ہو جاتے ہزاروں مجنون — پردہ محمل کا جو رکھتی کبھی لیلا اُلٹا

غزل سودا

دل کی نگر میں عشق کا اب تھانہ ہو گیا — آباد اُسکے آنے سے ویرانہ ہو گیا
شاید تمھاری لٹ کی پہونچی تھی اُسکو بو — جو اندنون میں دل مرا دیوانہ ہو گیا
آنکھون نے میری سیکھ لی مینا کی خاصیت — دریا میں اشک جو گرا دُردانہ ہو گیا
بہتر کہ اُسکے ہاتھ سے قاتل ہوا ہون میں — ایسا ہوا ہون چاک کہ اب شانہ ہو گیا
سودا سنبھال دیکھ کہ اب خوف حشر کا — لبریز تیری عمر کا پیمانہ ہو گیا

غزل خلیق

کوچہ جانان ہمارا اب تو مسکن ہو گیا — خار دشت اس رہ گذر کا فرش گلشن ہو گیا
دست لیلی غم کے ہاتھون سے ہوا افشردہ — قیس کا وادی میں غم سے سرخ دامن ہو گیا

کل تو تھی اس مین محبت اور ملنساری کی بو — کس لیے بہکایا جو ایسا آج دشمن ہو گیا
وصل کی شب ہو ئی معشوق کی اتنیک نصیب — کاوش غم سے نہایت مجھکو شیون ہو گیا
کس کی گلگشت چمن ہے ان نون مین اے غلو — رشک سے جیسکے گلون کا چاک دامن ہو گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا — گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دھوپ مین غم کی نیٹ جی کو جلایا افسوس — پیو کے سایے مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاک تیری قدم پاک کی اے نور میین — سرمۂ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
شب ہجران کی اندھیری سی بتنگ آیا تھا — رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
یار نے ابرو و مژگان سی مجھے صید کیا — اُس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا
سب جگت ڈھونڈھ پھرا پیو کو نہ پایا ہرگز — دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا
روزہ داران جدائی کو خم ابروی یار — ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مین یہ سمجھا تھا کہ اُس یار کا ہی نام و نشان — یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج — کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل جہانگیر شاہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا — معمورہ شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے مین ہے سے نہین واقف — گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

از بہر طہارت موسیٰ شدہ جوینده انوار بر آمد

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

خود رند سبو کش

خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد

خود مست و روان شد

خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی

خود بزم نشین شد

خود رفت در آن می و سر مست بر آمد

نی نی کہ ہمین بود کہ می‌گفت انا الحق

در صورت منصور

منصور نہ آن بود کہ بر دار بر آمد

نادان بگمان شد

جب دے دیا تھا دل میں کیا عشق مزہ دیوے	کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں سبھی عاشق	گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل	آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل میں مری تیر کا پیکان رہا	اوکما نذار ترا مجھ پہ یہ احسان رہا
نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے	مدتوں شہر میں اپنا یہی سامان رہا
ای جنون ہاتھ سے تیرے تری صدقے جاؤن	کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہی اور پیرہن ہے عریانی	بے رفو بس ہو مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہی تری ہمت کو تراب شیدا	عشق کا فر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل سلیمی

ہے کون جو ہمسر ہو تری جلوہ گری کا	ٹکڑا تو ہے غلمان کا چہرہ ہی پری کا
ای حضرت عشق ہمنے کبھی دل اپنا گنوا کے	دیکھا نہ اثر کچھ کبھی اس آہ سحری کا
دعوے نکرو لعل لبون پر ابھی اپنے	یہ فیض ہی سب تیری ہی خون جگری کا
پھر ذرہ خاک اسکی گلی کا بھی ہر اک دم	حسرت سے مزاحم ہی مری رہگذری کا
ہون شیفتہ واللہ میں اک عمر سے اپنی	اس شوخ پری وش کی کلاہ تتری کا
اس کاکل مشکین کی لپٹ ہون شب تاریک	تارا سا چمکتا ہی وہ موباف زری کا

غزل سوز

عشق تھا کیا شی کہ جس سے دل لٹکتا ہی رہا
خار سا سینے مین میری کچھ کھٹکتا ہی رہا

رات جب غصہ ہو میرے پاس سے اُٹھ کر چلا
مین نہ چھوڑا اُسکا دامن وہ جھٹکتا ہی رہا

بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا
کان کا موتی تلک تیری لٹکتا ہی رہا

کون سی تھی وہ جدائی کی گھڑی جو عمر بھر
آرزوی وصل مین یہ دل بھٹکتا ہی رہا

جسکو محفل سے نکالا وہ بامید طلب
ہر قدم پر راہ چلنے مین ٹھٹکتا ہی رہا

کیا بقول سوز الفت کی خلش تم سے کہون
خار سا سینے مین میری کچھ کھٹکتا ہی رہا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا صل علے
وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ چلنا تیرا صل علے

وہ گھونگروالے بال سیہ وہ زلفین اُسکی پیچ گرہ
وہ سحر تبسم چشم و نگر وہ دیدہ چوڑا صل علے

تھی غنچہ دہن یون ہستی کی ٹھوڑی جیسی سیب مین شاہ طری
تھے دانت کہ جون موتی کی لڑی ہیرا سا چمکا صل علے

وہ ابھری ابھری سخت چھاتین جو دیکھو انکو ہاتھ ملے
وہ ہیٹھی چوری شکم ہین وہ ناف کا نقشہ صل علے

گوہر تن جو ہو جاوے زبان تو بھی تجھ سے اُسکا بیان
ای حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علے

غزل قطب

شب کو محفل مین مری پاس جو آیا بیڑا
مین نے پوچھا کہ صنم کس نے منگایا بیڑا

وہ لگے کہنے کہ ہم اس پہ پڑھا ہی مین نے
ہمنے شک کے لیے سو وقت نہ کھایا بیڑا

مخمس صاحب

در حضرت شاہی
کمی نیست کہ تقدیر کند حال گدارا

دی چون شدم بکعبہ و دین از برای تو
بود مرا شیخ و برہمن اندر دعاے تو
زنار و سبحہ دست دعا و ثناے تو
عالم پرست از تو و خالیست جای تو
در پیچ پردہ نیست کہ نبود نواے تو
سلطان لایزالی و معبود
فرد قدیم و دقا در قیوم

اپنے منہ ہنس کے لیے آکے مقابل میرے
مین تو بندہ ہوا ہون تیرا اُسکے کہا غم مت کر
یہ غزل تیری قطب جسنے سنی اُسنے کہا

ہاتھ سے اپنے مری منہ مین کھلایا بیڑا
قتل پر کس کے بھلا جان اٹھایا بیڑا
خوب کیا خوب ہی کیا خوب بنایا بیڑا

ردیف با غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہو اے صبا عجب

گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری بھی تو پہونچا ترا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تم بھی تو کوئی ہو مری نا آشنا عجب

بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین
تو بھی تو کیسا ہے مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے پر ویے
اے شیخ میکدہ کی ہے آب و ہوا عجب

غزل فغان

پردۂ غفلت کہ تجھے پاس نے آتا ہے خواب
دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

خار مژگان کے مری جب سے ہوی ہین پاسبان
گرد آنکھوں کے مری آنے نہین پاتا ہے خواب

رات سنکر آہ کا نالہ مرے دلدار نے
یون کہا کیون اُسکی آنکھوں مین نہین آتا ہے خواب

کوئی جا کر کے کہی میری طرف سے اُس سے یون
کیا ہوا ایسا کہ مجھکو خوب نہین آتا ہے خواب

پڑھ کی یہ مصرع فغان کا اُسنے قاصد سے کہا
یہ وہ آنکھین ہین کہ جنکو دیکھ اُڑ جاتا ہے خواب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب | راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب
سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہے ورنہ نسیم | کر سکے ہے تری کوچے سے گزر آخر شب
مژدۂ وصل ترا یار مجھے یوں پہونچا | جوں مہ عید کی صائم کو خبر آخر شب
روکوں نالے کو نہ لب تو کروں کیا اے دل | شام تاثیر ہے اس میں ہے اثر آخر شب
انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے | بزم مستاں پہ نظر غور سے کر آخر شب
صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا | کچھ ڈھلا جلوے سے آیا ہے نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب | نہیں کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب
کسی کے لینے دینے میں نہیں کوئی ہیں میں بیٹھو | تمہارا غم ستاتا ہے اسے سمجھائیے صاحب
پڑے تھے دل کے پیچھے سو تو اسکو لے چکے اب کیا | اگر یہ جان بھی درکار ہے لیجائیے صاحب
چلی اب جان بھی للہ اکبر ہم ہوے رخصت | تمہارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب
قیامت تک رہیگی کہنی سننے کو وفا تیری | گھڑی رہ کر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تاباں

مت کر فغاں تو باغ میں نہار عندلیب | صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب
سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ | تو کس بلا میں ہیگی گرفتار عندلیب
آتا ہے رحم مجھکو کہ گلچیں کے ہاتھ سے | تو کھینچتی ہے سخت یہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہیں گلرخون کے ہاتھ | تا آبان بھی اسطرح ہی سُن خوار عندلیب

غزل نور

کہے ہی تو تو کسی کو صنم عجیب و غریب | وے ہی تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب
ہلال عید مین ہی خم یہ غیرت خورشید | یہ تیغ ہی تری ابرو کا خم عجیب و غریب
جفای چشم مین ہو جسکو مہربانی عین | سمجھتے اسم اسی کا ہین ہم عجیب و غریب
بیاض کیون نہ جلی میری سرو نالے سے | یہین نور سخور کرون ہون رقم عجیب و غریب

غزل عزم

دربان نے وان تو بندر کھی ہے تمام شب | یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب
خانہ خراب جیسی ہی زلفون مین تیری دل | روح اپنی گھٹ کے رہتی ہی پرگھٹ تمام شب
چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی | اُس زلف عنبرین کی ہر اک لٹ تمام شب
محفل مین ڈر کے ضبط ہی ساقی کی روبرو | آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب
قطرے کہی یا تھے ریزۂ الماس جس سے آہ | لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب
لگنے دیا گلی نہ مجھے عزم وصل مین | بچلا یمون سی اُس نے کہا ہٹ تمام شب

غزل سراج

تجھ مکھ کو دیکھ جب سے کہ رسوا ہوا گلاب | ہی بیقرار تب سے ہر اک جا بجا گلاب
ہر باغبان چمن سے یہ گلدستہ باندھ کر | لاتا ہی دست بستہ تری یان سدا گلاب

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

بلبل ہے بسکہ شیفتۂ حسن گلرخان
کرتا ہے چاک غم سے جو اپنی قبا گلاب

کیون پائمال آفت باد خزان نہو
مجھ تک چمن مین آ کی ہوا خودنما گلاب

سردی سی آب اشک کے اور باد آہ کے
داغون سے غم کے گلشن دل مین کھلا گلاب

مجھکو ہی وصل گل کی فقط آرزو نہین
ہی دل مین عندلیب کے نت مدعا گلاب

سن رنگ و بوی شعر مرا رشک سے سراج
پژمردہ ہو چمن سی ہوا ہی جدا گلاب

غزل سراج

یا الٰہی منتظر ہون ہی کہان وہ آفتاب
کون دن ہوگا کہ جبدن سے یہ جاویگا حجاب

ہی بجا گر درس پاؤن عشق کے استاد سے
ہی کتابی چہرۂ جانان گلستان کی کتاب

عشق کے میدان مین جب سے ہوا ثابت قدم
دل نے میری تب سے پایا شیر قالی کا خطاب

بیوفائی چھوڑدی اور سن تو میری بات کو
مہربانی کر ستم مت کر تو ای عالی جناب

زلف تیری ناگ کالی ہی گی میرے جی کا کال
لہر جسکے زہر سے مجھکو چڑھی ہی بیحساب

خوشنما ہی ناک مین اسکی عجائب وہ بلاق
حلقہ در گوش اس نجالت سے ہوا گوہر خوش آب

ای سجن جلتا ہون تجھ غم کی اگن سے جون سراج
تجھ برہ مین غم ہی آتش تن انگیٹھی دل کباب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب
ہوش کے لشکر کو وہ آکر کری مغلوب خوب

بلبل گلشن غزل خوان ہی فراق گل مین یہ
گر ملین آپس مین دونون طالب و مطلوب خوب

آرزہ غم گر چلے سر پر مثالِ زکریا ۔۔۔ یار کے جور و جفا پر صبر جیون ایوب خوب

آزمایا ہے کہ ورد سر ہے فکر دنیوی ۔۔۔ سب سے بے پروا ہوا ہی عالمِ مجذوب خوب

دل کے سیپارے کو میکل کر رکھی ہین بر مین ہی ۔۔۔ جدولِ زخمِ جفا سی ہی اسی اسلوب خوب

سبزۂ خط خوشنما گردن کی ہی یون آس پاس ۔۔۔ جیسطرح جو کے کناری پر لگی ہی دوب خوب

یوسفِ مصری کب آویگا مری پاس اے سراج ۔۔۔ از سرِ نو ہووے نورِ دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اُس خوبرو کے آگے اگر آئے آفتاب ۔۔۔ خجلت سی پھر زمین مین سما جائے آفتاب

گر وقت شام اُس مہ تاباں کو دیکھ لے ۔۔۔ تا صبح پیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب

اُس شمع رو کی روبرو کب تاب لا سکے ۔۔۔ سنو سنو طرح سی بن کے اگر آئے آفتاب

کب سرخ رو ہو روبرو اُس سرخ رنگ کے ۔۔۔ رنگِ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اُس مہ جبین کے جلوۂ پُر نور کو اگر ۔۔۔ ذرہ کبھی بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اسکی آتشِ ہجران مین جل بجھا ۔۔۔ ڈرتا ہون اس طرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل سوز

یار و مست رو رو کے چھڑکو میرے منھ پر مگر گلاب ۔۔۔ لگ رہی ہے آگ دل مین ہو رہا ہی جی کباب

دم کو مین سادھے ہوئے ہون ابتلک ان کو ٹھہیر ذرہ ۔۔۔ گر بلانا ہی اُسی کو تو بلا لاؤ شتاب

یہ کہو میری طرف سے جا کے اُس بیرحم کو ۔۔۔ اب تو کچھ باقی نہین ہے جانِ مین کر سب عتاب

جان بلب ہون تیری آنی کا اب ہی انتظار
تجھکو آنا ہی تو جلدی آ کہ چھٹ جاؤن شتاب

انکھین نپتھرا گئین تجھ سنگدل کی دیکھتیان
سب خرابی انکی ان آنکھون کا ہو خانہ خراب

اُس سے کہدو سوز مرتا ہی تو جاتا ہی کہان
اور سب کا ہون سی اسکا گاڑنا ہی گا ثواب

غزل سراج

اے سجن تجھ برہ مین ہون بیتاب
آتش غم سے دل ہوا ہے کباب

دل کو تجھ غم مین بیقراری ہے
جیسے مضطر ہو آگ پر سیماب

تاب دیدار نہ رہا مجھکو
تاب دکھلا گیا ہی مجھ سے تاب

گرمی غم سے ہوش جاتا ہے
اپنے مکھ کے عرق سے ڈال گلاب

ماہ تو گرچہ ہے یہ وقت ہلال
بیت ابرو کا بھی دیا ہے جواب

غم کی فہرست سی لکھا ہی سراج
فرد دامن یہ سب جنون کا حساب

غزل سودا

گرچہ ہون نیر فلک نالہ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جبتلک اسکو ہی تیری لٹ گرہ گیر سے کام
کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

ٹوٹے دل کو نہ بناتے مین کسی کو دیکھا
ظاہرا دیر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین
بیگنہ مجھ سا کوئی دیکھا ہی تعزیر نصیب

کوئی تو کشتہ ابرو ہے کوئی مژگان کا
تیغ قسمت مین کسی کی ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہی سودا	حق تعالی کری ہر طرح سی اکسیر نصیب

ردیف پای فارسی غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اُس زلف عنبرین کا سانپ	کہ موج اشک ہوا ہی آستین کا سانپ
کھجوری چوٹی کیس کی تھی جسکی دھوکی مین	جگر کو سونگھ گیا شوخ یاسمین کا سانپ
لٹ اُسکی بالون کی غچھی مین ٹک جبین دیکھ	نہ ایسا ہوئیگا صحرائی ملک چین کا سانپ
مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرا	ڈسی ہی دل نگہ سحر آفرین کا سانپ
عمامہ والون سے ای دل تو بچ کی نکلا کر	کہ ہی یہ شملۂ زہاد راہ دین کا سانپ
شب فراق تو تھی ایک اژدہا تمثال	کہ تھا خیال میں اُس جعد عنبرین کا سانپ
صباح کیفچۂ زرین آفتاب کو دیکھ	کہا کہ ہین یہ کاف نہین زمین کا سانپ
نگل ہی لینے کو نکلا ہی غار مشرق سے	وہ ہین نکالی ہوی چرخ چارمین کا سانپ
عصای حضرت موسی ہوا ہی ای انشا	کبھی نہین جو کری قصد میری کین کا سانپ

ردیف تا غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست	پوجون ہون مین اُسی کو جو ہو آشنا پرست
اس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھ پھوٹ	معدوم ہی جہان مین چشم حیا پرست
دیکھا ہی جب سے رنگ کفک تیری پانون مین	آتش کو چھوڑ گبر ہوے ہین حنا پرست
چاہے کہ عکس دوست رہی تجھ مین جلوہ گر	آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہون مین اتنا کہ ابر گ	ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست
سودا اسی شخص کے تئین آزردہ کیجیے	ای خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل رضا

ہی نپٹ وہ بیوفا کسکا ہے دوست	ہای وہ نا آشنا کسکا ہی دوست
کس سے تونے کی وفا مین در کنار	ہان بھلا تو ہی بتا کسکا ہی دوست
دوست دل سا اپنا دشمن ہو گیا	کوئی دنیا مین بھلا کسکا ہی دوست
دوستو اس سے توقع مت رکھو	مجھ سے یون وہ پھر گیا کسکا ہی دوست
دوست اپنا تو اسے مت جانیو	وہ ستمگر ای رضا کسکا ہی دوست

غزل سراج

اداے دل فریب سرو قامت	قیامت ہی قیامت ہی قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون	سلامت ہی سلامت ہی سلامت
نکر تاجی کو قربان تجھ قدم پر	ندامت ہی ندامت ہی ندامت
جماعت مین پری رویونکی تجھ کو	امامت ہی امامت ہی امامت
سراج اب عشق کی درپن کا صیقل	ملامت ہے ملامت ہی ملامت

غزل میر

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت	مر چلے ہجر مین بھی یا قسمت

ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی
ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے مجھے دیدار
وان بھی ہر اک کی ہی جدا قسمت

پھول چن ہاتھون سے سبھو نکو دیے
زخم تیغ آن سے اپنی تھا قسمت

کیا ازل مین ہلایا لوگون کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل مسافر

ہاے کس سے کہون مین دل کی بات
روتے روتے کٹی ہی ساری رات

پر نہ آیا تجھے ذرا سا رحم
سن کے احوال کو مرے ہیہات

تجھ سے گالی و جھڑکیان کھائین
الغرض یے گیا برا اوقات

کیا بھلا ہو گیا ترے دل کا
چھوڑ دی ہمسے تونے رمز و نکات

نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے
کب تلک اس طرح ہماری سات

اب تو آ مجھ طرف ارے قاتل
جان جاتی ہی وقت ہی سکرات

ہر دو عالم سے کچھ نہین مطلب
بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل سودا

نگاہ سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت
قد رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت

زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر
نمایان ہی سواد خط کلام اللہ کی صورت

زلیخا کی طرح کر ورد دل مین سورۂ یوسف
جو تجھکو چاہ سی آ کر ملے دلخواہ کی صورت

در شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

تاریخ تولد و رحلت

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ہی شکر الحمد للہ بعد مدت سیر منزل لے ۔۔۔ دکھائی عشق کو صحرا مین ہمکو راہ کی صورت
الم نشرح ہوا عالم مین میرا عشق ای سودا ۔۔۔ نہ تنہا ہو سکے دریا جنون مین ماہ کی صورت

غزل سوز

یہ لوگ عبث لیتے ہین جو نام محبت ۔۔۔ یہ وہ نہین جس سے ہو سرانجام محبت
ہی نزع کے مانند خمار اُسکا کشیدہ ۔۔۔ مین دل سے یہ کہتا ہون نہ پی جام محبت
رہیہات عجب عیش کی ساعت تھی کہ جسوقت ۔۔۔ لائی تھی صبا یار سے پیغام محبت
رسوائی عالم مری طالع مین لکھی تھی ۔۔۔ ہووے نہ الہی کوئی بدنام محبت
ہو تلخ دیا تمنے جو بوسہ تو مزہ کیا ۔۔۔ شیرین ہین ہو سنتے ہین دشنام محبت
باتون پہ بجا خوبون کی ای سوز گمان کا ۔۔۔ عرصہ نہین رکھتا ہی کچھ ایام محبت

ردیف ثای مثلثہ غزل رضا

تجھ سے جو نہین ملتا ہی یار سو کیا باعث ۔۔۔ اتنا ہی ہوا اب ہم سے بیزار سو کیا باعث
ہی قتل کو عاشق کے بس تیغ نگہ کافی ۔۔۔ کھینچے ہی جو تو مجھپر تلوار سو کیا باعث
شاید مرے سینے مین دل خون کیون ہووے ۔۔۔ رہتی ہین سدا آنکھین خونبار سو کیا باعث
مانین گے کہا تیرا اقرار یہ تھا آگے ۔۔۔ کرتے ہو جواب ہر دم انکار سو کیا باعث

حیران ہین ہم اس مین اب دردِ رضا ایسا
کرتے نہین جو اُس سے اظہار سو کیا باعث

غزل تمنا

زلفون کا دام پھینکنا ہی پر عبث عبث
پل کھائے اپنے گیسوئے خم پر عبث عبث

ہر طرح جھوٹی کرنا مری سچی بات کو
سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث

اصلاح پر مزاج نہیں ہی خفا وہ شوخ
خط پر عبث عبث ہی قلم پر عبث عبث

پلکون کی آستین ہی کافی ہی شیخ تو
رکھتا ہی ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث

ای اشک چشم یار کا شہرہ نہ کر نہ رکھ
بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث

نقشہ گلی کا اسکے تمنا ہی دل پہ نقش
تہمت ہی صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سودا

جسکا خط اتری تو اس سے دل لگانا ہی عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث

ابر مین ای یار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب
چہری کو ہمسے نقاب اندر چھپانا ہی عبث

پوچھتی کیا ہو کہ شب گذری ہی کیونکر تجھ بغیر
گذری سو گذری کچھ اسکا فسانا ہی عبث

تا صبا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم
جل چکا جب تب آتش کو بجھانا ہی عبث

غیرت ای سودا نہین ہی مقتضی اس بات کو
جی کی دوری مین پھر اسکو منہ دکھانا ہی عبث

غزل سوز

نکی صحبت نے اپنی شوخ کو تاثیر کیا باعث
طلا اس مس کو کر سکتی نہیں اکسیر کیا باعث

خبر ہے اپنی دیوانی کی جلدی جا کی زندان مین
نہیں آتی صدای نالۂ زنجیر کیا باعث

حضرت سلامت آپ سے مین بولتا نہین
کیا پوچھتے ہو مجھ سے گنہگار کا مزاج

کس طرح دخل پایئے کیا کیجے کیا نہین
ملتا نہین ہے ترک ستمگار کا مزاج

چھپ چھپ کے کر نظارہ خبردار اس طرح
بگڑے نہ تا کہ قاتل خونخوار کا مزاج

افشا تو اسکو آنکھین ملا کر نہ دیکھیو
نازک ہوا اسکی نرگس بیمار کا مزاج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج
عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج

ای مہربان طبیب شتابی علاج کر
تیری برہ کی درد سی ہی دل ملول آج

مرہم تری وصال کا لازم ہی ای صنم
دل مین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج

کیون آج بزم بلبل نالان خراب ہی
مرجھا رہا ہی صحن گلستان مین پھول آج

بیفکر ہون عنایت نہایت سی ای سراج
دین محمدی کو کیے ہون قبول آج

غزل سراج

جب سے پایا ہون مین سخن کا گنج
طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج

عاشقی کی نہین ہے اور بساط
دل کو کرنا ہے مہرہ شطرنج

زلف تیری نے اے پری پیکر
دل عشاق کو دیا ہے شکنج

ماہ رو کو کیا ہون مین تسخیر
شب ہجران کا بسکہ کھینچا رنج

ای سراج آنسوؤن کے پانی سے
لب ہوئے زیر چشم کے نارنج

آتشکدے مین دیکھیے شعلہ ہے بیقرار	آرام دل چلونکو نہیں ہے وطن کے بیچ
بعد از شباب ہون تیری انکھیان نہ بادہ مست	ہوتا ہی زور کیفیت شراب کہن کے بیچ
سودا مین انچہ یار سے چاہا کچھ کہون	ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل میر

عشق مین ای طبیب یان ٹک سوچ	ہای جان درمیان ہی یان ٹک سوچ
بے تامل ادا سے کین مت کر	قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ
سرسری مت جہان سے جا غافل	پانون تیرا پڑی جہان ٹک سوچ
بھیس اتنا پڑا ہے کیون یان تو	یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ
ہونٹھ اپنا ہلا نہ سب سمجھے	یعنی جب کھولے تو زبان ٹک سوچ
گل و رنگ و بہار پردے مین	ہر عیان مین ہی وہ نہان ٹک سوچ
فائدہ سر جھکے کا شیب مین میر	پیری سی آگے اے جوان ٹک سوچ

ردیف حا حطی غزل تابان

ابرو نے تیری مجھ پہ کیا وار بے طرح	دل مین لگی ہے میرے تلوار بے طرح
ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھون بچے جی بچا	پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح
عالم تمھارے پیچ مین آویگا آج جان	تمنی سجا ہی چیرہ یہ بلدار بے طرح
پگڑی کو اسکی بیچ پیے گا شراب آج	زاہد کی فکر مین ہی وہ میخوار بے طرح

غزل ناسخ

ایسی کی ہوا ہی مجھسے وہ بیزار بے طرح

ہی یہان کس کو شب فرقت مین ہوش	ہو چکی ہے گی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب	شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا ای خالق لیل و نہار	ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل سراج

رخ سے تیری ہوئی ہی تابان صبح	کیون نہو شرم سے پشیمان صبح
میرے رونے سے یار ہنستا ہی	اشک شبنم سی ہے یہ خندان صبح
ہے ترے حسن کی تجلی دیکھ	پیرہن چاک تا گریبان صبح
بسکہ مقبول ہے دعاے سحر	ہی تجھے آنکھون مین نور ایمان صبح
ای سراج آفتاب رو آیا	ہی مرے گھر مین آج مہمان صبح

ردیف خاء معجمہ غزل نور

صورت غنچہ تیرا لب ہے شوخ	فتنہ چشم پر غضب ہے شوخ
سیکھے تجھ سے شوخیان کوئی	تجھ سا عالم مین کوئی کب ہی شوخ
ہو وفا تجھ سے یہ ہوا عجبی	بیوفائی کا کیا عجب ہے شوخ
نام ہو کیون نہ دلربا تیرا	دل ہی کی تو تجھے طلب ہی شوخ
پاس ہے اپنی بات کا تو آ	کل کے وعدے کی آج شب ہی شوخ
نور گھائل ہے ماہ کے مانند	اتنی بے مہری کس سبب ہے شوخ

غزل خاشاک

کاکل یار کی لکھی جون ہی تنویر سفید
ہو گیا سکتہ مجھے بنگئی تصویر سفید

دونون رخساروں پہ یہ عکس نہین موتی کا
گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید

کالا منھ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد
منھ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوگی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید

لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہین چلتا میرا
کرون کس طرح سے یار و خط تقدیر سفید

کوی جانان کا تجسس کیا مین نے یان تک
کوچہ گردی سے ہوئی پانو کی زنجیر سفید

سنکے آواز مری ہوتا ہے بجنود ایسا
جس طرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید

بوسہ لیتے تو لیا پھر جون ہی تیوری بدلی
ہو گیا رنگ مرا باعث تقصیر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت دل سے
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

رنگ بگھری کا مجھے دیکھ کے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نے شاید مری تاثیر سفید

آسمان پر یہ نمایان نہین ہین تارے
دیکھ خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

کیا عجب ہے جو اٹھے مرقد لیلےٰ سے صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو ای دشت جنون
شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

اُن سب کے درمیان مین مسند پہ دلربا
سونیکا آگے رکھے ہوی پاندان زرد

القصہ اپنے حسن مین ہر ایک شاہ وقت
پر دیکھی اسکے ہو گئے سب بے گمان زرد

اُس شب سے میری آنکھون مین یرقان ہوگیا
یا نتک کہ میرے ہو گئے سب استخوان زرد

اندازسی زیادہ ہے اُسکا بیان زرد
لکھتی ہی اسکو ہو گئی سب داستان زرد

شب کو گیا مین بزم مین ہولی کی ای ضمیم
دلچسپ کیا عجب تھا ہر اک مکان زرد

ردیف ذال غزل مسیح

قند و نبات شہد شکر ہین کہان لذیذ
شیرین لبون کی جیسی کہ ہین گالیان لذیذ

ہین سوز غم سے لیک جلتی برنگ شمع
کام ہا ہین میرے نہین استخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہوا اور گلعذار بھی
مشرب مین اپنی تب ہوی ارغوان لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت عیسٰی مری زبان
نام اُسکا لیتی ہی ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سی دل پھرا
پر ہی مدام بوسۂ شیرین لبان لذیذ

جون پای قیس تیرے شتر کی زبان کو
لگتے ہین خار نجد کے ای ساربان لذیذ

جب باغ مین نہو وہ سیب ذقن مسیح
کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

غزل ات

لکھدو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منھ سی لگے اسکے گلے کا تعویذ

لکھ تو دے اپنی نشانی مجھی نبدا بالا
توڑا زنجیر کڑا توق کا چھلا تعویذ

شاہجہان ہے جو یار ۔۔۔ قامت ۔۔۔ تک ۔۔۔ ان
۔۔۔ برق ان کے برابر
۔۔۔ تصور مین خلیق آہ
۔۔۔ جان کے برابر

غزل غلام احمد

نازک بدن ہے تجھہ دہن اور ۔۔۔
یمین بدن اور ۔۔۔
کیا کر سکون مین قامت ۔۔۔
سو جان ۔۔۔ سرو گلستان سے ۔۔۔
کیا خوب ۔۔۔ حسن ۔۔۔

غزل سودا

اُٹھہ جا نہین ہی روز مزہ یار سے لڑکر
ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سی رگڑکر

پوچھون ہون مین حسن بت کو خدا کا ہی تراشا
آ زر نہین لایا وہ مرے واسطے گڑھکر

خو کردہ کا درمان کہو مین کیا کرون یارو
دل اُسنے لیا مجھہ سے نہ لڑکر نہ جھگڑکر

دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
در پر کسی کے بیٹھے کسی کے لیے اڑکر

کہتا تھا یہ سودا وہ بجائیگا کہا تک
جا بیٹھون گا دروازہ پہ اب آ سکی ہین گرگر

غزل انشا

جا سکتے نہ تھی جسکے چھپر کھٹ کے برابر
شب اُسنے سلایا ہمین کروٹ کی برابر

اُس ململی پوشاک پہ پھنسکی ہوئی چولی
ہے بگڑی ادا لاکھہ بناوٹ کے برابر

اس موسم برسات مین کیون گھر نہ رہین ہم
آنکھین بھی برستی تھین چھلاوٹ کی برابر

وہ پردہ اُٹھا گھر سے جو در تک چلا آیا
غش کھا کے گرا پٹ سی مین چوکھٹ کے برابر

کب اُسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین
تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل خلیق

ہی حسن ترا مہر درخشان کے برابر
دندان ہین دُر لب لعل بدخشان کی برابر

ٹیکی کی چھبن یون ہی جبین پر تری گلرو
پروین ہی جیسا مہ تابان کے برابر

کیا چاہیی عاشق کی تجھے قتل کو خنجر
ابرو ہین تری خنجر بران کے برابر

غزل شاہ ظہور

ن ۔۔۔ سوز

ہوگئے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد
عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالی آپسے جیبار رکھی اس دنیا مین
اس قیامت سے نہین ہی تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کی نام سی تو جگ مین ابتک
دشت مین خاک بسر ہوگئے ہین کہسار ہنوز

تیری دوری سی عجب حال ہی اب سودا کا
یون تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل غالب

لب ہا ہی اب ہمین حور و بشر کا امتیاز
دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اسکا کوچہ چھوڑکر کے جاو گلشن کیطرف
ہوگیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

ناز کی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی
ہو میان کیونکر اسے تیری کمر کا امتیاز

ہی یہ سودای محبت ہی کہ یان انسان کو
کچھ نہین رہتا جہان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھہری رکی
تب ہمارا رہ گیا پھر وان کدھر کا امتیاز

اہل ہمت جانتے ہین خاک جب اکسیر کو
ان کو کب ہوتا ہی صرف سیم و زر کا امتیاز

آگی اپنی یار کے غالب ہم ہی معیوب ہین
ورنہ ہی اسکو اسی عیب و ہنر کا امتیاز

غزل یقین

جوش نہین آتا ہی بن مجنون ہمین صحرا ہنوز
ان غزالون سی ہمارا جی نہین لگتا ہنوز

اب تلک گرتا ہی تیشہ کام مین تیہر کی دل
ماتمی ہی کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

کن کے دس لے گیارھواں نہ سہی | ہمکو بیٹھے کرے جو زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوئے بس انشا بس

غزل شہیدی

ترے پر سے چھوٹے لگے شہر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس
انھیں کو کہ بارھواں سال ہے مرے ساتھ یہ مقال ہے
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس
کوئی کاروان جو نکل گیا سو بخدا قیس یہ بول اٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
ترے غمزے کا ہوں میں یہ ورسارے جنگجو مرے قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
نہ چلی کسو کی فسوں گری کہ وہ زلف سانپ سی جس گھڑی
گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس
تجھے دیکھا جب سے ہے اے پری بخدا کسی کے نظارے کی
نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

دل اگر کھنے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا — ہی بغل مین بھی مری دشمن جانی افسوس
چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ — یہ ملی درد و محبت کی نشانی افسوس
رحم آتا ہی رضا دیکھ ترا حال مجھے — مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

ردیف شین غزل سراج

کیا شراب محبت نی دل کے خم مین جوش — عجب نہین جو قیامت تلک ہون مدہوش
صنم کے حسن کی خورشید کی خجالت سی — ہوا ہی چاند نقاب سحاب مین روپوش
نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف — جفا کی زخم سی کرتا ہی دل فغان و خروش
نہووے صور قیامت کی شور سے بیدار — جو کوئی دھیان مین اُس چشم کی ہوا بیہوش
ترے دو ابرو ہمسر کو دیکھ حیران ہون — سنا نہین ہون کہین دو ہلال وش ہمدوش
فسردہ دل ہون ماٹی کی سرد مہری سے — عجب نہین مین اگر مثل شمع ہون خاموش
کمند عقل سے آزاد ہی مثال سراج — جو اُسکی زلف کے زنار کا ہی حلقہ بگوش

غزل یقین

رات دن خوبان کو ہی دیکھ ہای معشوقونکی تلاش — روز و شب لیلی کو تھی و ریش مجنون کی تلاش
اشک رنگین سے گلی تیری کو مشہد کردیا — مر گئی ہین دیکھ کر اُس چشم پرخون کی تلاش
جسطرح سے ڈھونڈھتی ہین لوگ خاطر ہای شاد — اسطرح رہتی ہی مجھکو جان محزون کی تلاش
ویسی مجھکو ہو رہی ہی سانولون کی جستجو — جس طرح ہوتی ہی افیونی کو افیونکی تلاش

کیون خرابات نہو خانۂ اسلام بھلا
ہو جو تجانی مین غارتگر دین ایسا شخص

سب مکانات سے پھر کیون نہ شرف ہو دل کو
دیکھ جس دل مین ہوا البتہ مکین ایسا شخص

ساکن کوے صنم خانہ ہو کب تک رہے
ہوس گلشن فردوس مین ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش و طرب مین رکھنا
حیف ہے حور و ملک سے ہو حزین ایسا شخص

غزل سراج

جز عشق جانگداز نہین کیمیاے خاص
جسکے اثر سے رنگ مرا ہے گلاے خاص

تجھ عشق کا مریض ہے بیتاب دل مرا
دے اے طبیب وصل سے اسکو دواے خاص

مجھکو نہ بوجھ دل مین تو اور عاشقونکی طرح
سب مبتلاے عام ہین مین مبتلاے خاص

جو غم نہین رفیق مرا ہیو کے ہجر مین
درد فراق مجھکو ہوا آشناے خاص

تجھ تشنۂ وصال کو کوثر کی آرزو
دیدار کا ہے شربت اسے مدعاے خاص

مجھ پر نگہ کرم کی ہے اور لطف عام پر
ہے دل پسند مجھکو صنم کی اداے خاص

اے شوخ تیری حسن کا پروانہ ہے سراج
تیری سوا نہین ہے اسے دلرباے خاص

غزل سوز

آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص
در در زمانہ بھرین پھراوے گداے حرص

گر منھ کی روک ہووے قناعت بلا ت ان
رہتی ہے لاکھ طرح کی آفت قضاے حرص

انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے
ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سواے حرص

پوچھتا ہی خوب کیفیت نظارے کی یقین	اس نگاہ مست سے لینا ہی میخانے کا حظ

غزل حاجی

صبح جو ڈرا صبح کی نکلا گھر سے دلبر الحفیظ	آگ رکھتا ہی یہ کس کس کے جگر پر الحفیظ
دیکھیے ہوتا ہی کیا رہتی ہی یا جاتی ہی جان	اندنوں بگڑا ہی ہمسے کینہ پرور الحفیظ
تیری یہ نوک مژہ اور تیغ ابرو دیکھ کر	اچھے اچھے بول اٹھتے ہین بہادر الحفیظ
اسکے کوچے کی تو کرای دل سکونت اختیار	ساکن کوے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ
حاجی سن نا آشنا سی دیکھیے کیونکر نبھے	آج کہتی ہین پکارین کے پیمبر الحفیظ

ردیف عین غزل یقین

دن جنون کے آن پہونچے ہوشیاران الوداع	فصل گل نزدیک آئی ای گریبان الوداع
نے ہمین رخصت کہ ایک سال اندھیں آشیان	باغبان کا حکم یون ہی ای گلستان الوداع
سیکڑوں سی قصد کے کا کیا ہی کیا کرین	توبہ عیسی ہو گئی ای مے پرستان الوداع
ہمسے تھا ویرانہ تک آباد سو ہم بھی چلی	ہی خدا حافظ تمھارا ای غزالان الوداع
ناتوانی سی آسے جور و جفا کی تاب کیا	اب یقین بوڑھا ہوا ہی نوجوانان الوداع

غزل سراج

تجھ مکھ کی تاب دیکھ ہوئی بیقرار شمع	جلتی ہی بزم عشق مین پروانہ وار شمع
ازبسکہ تجھ خیال مین ہی چشم خون فشان	فانوس مین ہی انکھ نکی ہوئی گل ہزار شمع

اکبار اپنے پیارے حال سراج پوچھ — کچھ خوش نہیں تغافل ہر بار بیدریغ

ردیف فاء غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف — مر گئے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف
میں بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل — پر تری دل میں نہ آیا حیف میرے یار حیف
لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیری وصل کا — گور میں نکلی گی یہ آواز ای عیار حیف
حسن صورت کو بھی لازم ہے میرے پیارے حسن خلق — یہ تری صورت پیاری اور یہ اطوار حیف
شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہاں — سوز کے منہ سے بھی سنتی اب میں لاکھوں بار حیف

غزل سراج

مثال حلقہ زنجیر ہے زلف — بلائے جان ہر نخچیر ہے زلف
قیامت تک خلاصی کب ہے ممکن — دل عاشق کی دامنگیر ہے زلف
ہوئے حل مشکلات سورۂ نور — کتاب حسن کی تفسیر ہے زلف
دیا ہے صفحۂ رخسار کو زیب — عجب یہ خوشنما تحریر ہے زلف
نصیب چشم ہے خواب پریشان — سراج اب خواب کی تعبیر ہے زلف

غزل غلام احمد

مکتب عشق میں حاصل نہیں ہوتا اک حرف — گر کرے عمر تمام اپنی اسی میں لبس صرف
عشق کا علم ہے ایسا کہ نہیں اسکو کنار — جو کہ تحصیل کریگا وہی پاویگا شرف

منزل دل کو نہ پایا دوست کے رہتے بدل
لیک غم کی گرد یارو اب نہین ہی غبار عشق

ہی خیال چشم خوبان روغن بادام سے
بہتر بیتابی دل پر جو ہے بیمار عشق

اسکو ہی نت بید خوانی نالہ و فریاد کی
جس برہمن کے گلے کا ہار ہی زنار عشق

بیخبر ہی محفل کونین سے مثل سراج
جو ہوا ہی بیخودی کے جام سے سرشار عشق

ردیف کاف غزل انشا

ایک دن بات کی صحبت مین نہین ہوتی شریک
ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہین نزدیک

اجھو ملک ہو کی گھڑی بات ہماری سن لو
رات ہی کوچہ و بازار بڑی ہی تاریک

پان جو ہاتھ سی کل غیر کے کھایا تو نے
اپنی لوہو کی عوض گھونٹ پیے ہین ہر ایک

دور ہو وادی وحشت سی نکل ای مجنون
کس وسیلے سی ملی تجھکو یہان کی تملیک

وادی عشق مین انشا تو سنبھلکر جانا
ہان خبردار کہ یہ راہ بہت ہی باریک

غزل سودا

ہو کی کرتی ہین مجھے قتل بہم چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا عشوہ صنم چارون ایک

ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے
ہو گئے آپس مین سو کر عدم چارون ایک

حکم رکھتے ہین بمیدان سخن تیرے پاس
نیزہ و تیر قضا سیف و قلم چارون ایک

انوری سعدی و خاقانی و مداح ترا
رتبہ شعر و سخن مین ہین بہم چارون ایک

جسکے تو پاس ہووے تو اسے عالم مین
مجلس و شادی و تنہائی و غم چارون ایک

ور یہ اک بات یاد آئی کہ مین چھوتا ہین / جون گیا مین پاس اسکی اٹھ گیا وان جھٹک
دیکھ کر مجھکو نہایت طیش سے بولا کہ آو / پھر تہی سے نرکھ تو پانون آگی چل سرک
ہٹ گیا اپنا سا منھ لیکر قدم پیچھے پڑا / ہر قدم پر مارے خجالت کے مین ہٹتا تھا جھجک
اس گنہ پر جو تری دل مین ہوای تیغ کہن / پھر اس دل سوز کو گویا کہ مین کچھ یا ٹپک

غزل اسد

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک / کون جیتا ہی تری زلف کے سر ہونے تک
دام ہر موج مین ہی حلقۂ صد کام نہنگ / دیکھین کیا گذری ہی قطرے پہ گہر ہونے تک
عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب / دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن / خاک ہوجائین گے ہم تمکو خبر ہونے تک
غم ہستی کا اسد کون ہی جز مرگ علاج / شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونے تک

ردیف گاف فارسی غزل سودا

کرلی ہی مرے دل مین تری جلوہ گری رنگ / اس شیشے مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ
کس رنگ مین دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ / سب رنگ مین ہی تو یہ ترا سب ہی پری رنگ
ای شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا ہو بنا ہے / پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ
ہی خاک جو سبز آج خدا جانے چمن کا / دیکھ آئی ہی کیا جا کے نسیم سحری رنگ
کس گل مین یہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس مین / دکھلاتی ہی میری مجھے بال و پری رنگ

ردیف لام غزل سودا

چاندنی مین تو نہ سو کوٹھے پہ ڈر ہی کہ ترا	لیکے ہوجاوے پری کوئی نہ کافور پلنگ
بادلے کے تری لگیری کو جھانکے ہی وہ ماہ	دیکھتا ہی اسے شاید ترا استور پلنگ
آج پریون کا اُتارا ہی یہان اے انشا	ماہتابی پہ مجھی سیر پہ دستور پلنگ

غزل شیدا

جی نکل جاویگا حسن او گلبدن
عاشق زار کا طور
جو ہوا ہم سے تو اک آن الگ
اندنون ہی کچھ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
میکشی کا وہ مزا
چاک دامن ہے گریبان الگ
ہی ابھی نام خدا

یار ہو ساقی ہوا ور سیر چمن
خوبرویون کی دلا
پیوین خلوت مین مری جان الگ
میٹھی باتون پہ نجا

دل کو لے لیتے ہین کر سیکڑون فن
زیست عاشق کی جفا
اُن سے رہنا تو کہامان الگ
ہو وہی کس طرح بھلا

مارہی ڈالے ہے مستی کی پھبن
دیجیے کس کو دل
خون کرتا ہی ادھر یان الگ
ماجرا ہے مشکل

شیدا مانگے ترے بالون کی پھبن
دے ہمکو دل
بکھری ہی زلف پریشان الگ
ہو نہ دان تو مشکل

غزل رضا

مرے دل سے نہین ملتا ترا دل
بہت ہی سخت تیرا بیوفا دل

پھنسایا مجھکو کیون تو نے بلا مین
مری تقصیر کیا تھی کہہ بھلا دل

غرض ہوتا ہے جینا سخت دشوار
نہو یارب کسی کا مبتلا دل

نہین ہے اختیار اپنے مین یارو
مرے اب ہاتھ سے جاتا رہا دل

مین اپنی جان سے راضی ہون اس پر
تری جس بات مین ہووے رضا دل

غزل تابان

کیون ظالم سے جا دلا ہای دل افسوس دل
کھینچتا ہے کیا جفا دل ہای دل افسوس دل

تو نے او ظالم کیا ہی قتل میرے دیکھتے
تجھ ستمگر سے ملا دل ہای دل افسوس دل

کس پری رو نے چھپایا دل مرا ملتا نہین
ڈھونڈھتا ہون کیا ہوا دل ہای دل افسوس دل

جانتا تھا مین کہ وہ ظالم نہیت بیرحم ہے
کیون مجھے اتھا مبتلا دل ہای دل افسوس دل

دیکھکر اس ماہرو کو مجھ سے ہو کر اب جدا
کس طرح سے رم گیا دل ہای دل افسوس دل

کس سے جا پوچھون کہان ڈھونڈھون نشان پاتا نہین
کیا ہوا تابان مرا دل ہای دل افسوس دل

غزل ہمرنگ

گلستان پایا ہے خزان گل ہای گل افسوس گل
آشیان کیجے کہان گل ہای گل افسوس گل

گاہ شادی گاہ غم گاہی گلستان گاہ بن
ہے یون ہی طرز جہان گل ہای گل افسوس گل

غزل علیم اللہ

غزل ولی

حسن ہی دام بلا زلف ہین دو کالی ناگ | جسکے تئین ناگ ڈسا اسکا جلانا مشکل
آتش عشق نے بہتون کا کیا خانہ خراب | آگ دریا کو لگے اسکا بجھانا مشکل
یاد کرنے کو لیا ہاتھ مین من کا منکا | دل اپر بوجھ پڑے من کا پھرانا مشکل
طفل نادان ہٹیلا مرا غم اے پیارے | مکتب عشق مین تعلیم دلانا مشکل
عمر جو یاد مین گذری سو غنیمت سمجھو | سو گیا عشق مین پھر اسکا جگانا مشکل
راز مخفی ولی ظاہر نہ کسو سے کرنا | ہاتھ سے بات گئی اسکا پھر آنا مشکل

ردیف میم غزل سودا

کیا مچائی اشتر میری دل کی کاشانی مین دھوم | شور ہی جسکے لیے کعبے مین بتخانے مین دھوم
زلف کو کھولا تو کر اس دل کی شورش کا علاج | سخت ہی دیوانے کی زنجیر کھلجانے مین دھوم
مٹ گیا وہ شور دل کا آہ تب آئی بہار | ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر ویرانے مین دھوم
اسقدر ہین لاغری میری سے خوش ابنای دہر | جون ہلال عید ہی میری نظر آنے مین دھوم
تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل پارہ ہی جوش | رات کو دیکھا ہون جیب مین شمع ویرانے مین دھوم
دل کو اس کوچہ مین تیرے اب چلی ہی فوج اشک | ہو چکیگی ہو چکا ان اطفال دیوانے مین دھوم
کب سے ای سودا شراب اس غم مین پیتے ہین یار | تو ذرا ای کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

غزل سودا

خانہ پرور چمن مین آخر ای صیاد ہم | اتنی فرصت دے کہ ہولین گل سے ٹک آزاد ہم

روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجھکو عفت داماں کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور
مولی علی کی شاہ خراسان کی قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کی ہے تجھے
تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم

ملت مین جسکے تو ہو اُسکی کی قسم تجھے
اور اپنے دین و مذہب و ایمان کی قسم

دامن کو میرے ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم

مدت سے تیری چاہ ذقن مین غریق ہون
للہ تجھکو یوسف کنعان کی قسم

قیدی ہون مین ترا تجھے داوندی خدا
اور اُس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسی کی ہے تجھے قسم اور کوہ طور کی
نور فروغ و جلوۂ لمعان کی قسم

سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائے
حسن تجھکو اپنی ناز کی اور آن کی قسم

نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی
تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم

تجھکو قسم ہے غنچہ زنبق کی ناک کی
اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم

سوسنے کی گائے کی قسم اور رود نیل کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم

بستر مرا ہے خار مغیلان بیابان قیس
لیلی کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم

ایسی مری قسم کبھی تمانی تو ہی تجھے
مجنون کی قبلہ گاہ ابواجان کی قسم

کوئی مین باغ کے جو وہ رہتا ہے اک خبیث
تجھکو اسی کی شوکت ذیشان کی قسم

دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم

باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہم سے تو بتا دے اے نظیر
تا کہ شادی مرگ سمجھیں ایسے مرجانے کو ہم

غزل ہوس

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہیں کہاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے تجھ نہیں غم اسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم
رُکا پایا جو لیلے نے مجنون کا جی کہا کیون ہو خفا مری سرو سہی
نہ تو مین کبھو سنگ بات بھی کی مجھے میری ہی شرم و حیا کی قسم
مری گریہ سے جاوے ہی صبر و سکون مرا آنکھون سے ٹپکے ہے قطرۂ خون
نہ تو کھا یو تو مری زار و زبون مرے سرو کے قد قبا کی قسم
شب ہجر میں اشکون کا خون بہا اسے دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہیں اس میں مبالغہ ایک ذرا مجھے تیری ہی رنگ حنا کی قسم
تری کشتۂ غم کا ہو حال تبہ یہی کہیو جو جانا ہو تیرا اُدھر
تجھے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کی بکا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالون سے جا کہو ناقۂ لیلی کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم

ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون

کرتی ہی بوے گل تو مری ساتھ اختلاط
پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون

یہ چاہتی ہی اب طپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون

ای درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل نظیر

نفرت ہوتا ہی ایسا بھی گل اندام کہین
دی کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہر نو دیتی ہی مجھے
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین
عندلیب اور ربائے کہین لفت سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون
خط کو پرزے پہ لکھون قاصد اب نام کہین

دل بھی اور جان کفایت نہ بھی کی ہی نظیر
گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین
وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین
خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

جو چاہین لکھین ہم کچھ احوال اپنا
تو ہاتھو نکو اپنے قلم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دل مین
کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین

غزل حسین

نظم

صفائی اُسکی جھلکتی ہے گورے سینے مین
چمک کہان ہے یہ الماس کے نگینے مین

نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو نہ سپر
سجی ہے شوخ نے انگیا بنت کی سینے مین

جو پوچھا مین نے کہان تھی تو ہنس کے یون بولی
مین لگ رہی تھی اِس انگیا موتی کے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینے پر تو ہاتھ جھٹک
پکاری آگ لگے آہ اِس قرینے مین

جو ایسا ہی ہے تو اب ہم نہ روز آونگے
کبھی جو آئے تو ہفتے مین یا مہینے مین

کبھی مٹک کبھی بس بس کبھی میان ٹک
دماغ کرتی ہے کیا کیا شراب پینے مین

چڑھی تھی دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری اکبار
تو مین نے جا لیا اُسکو اودھر زینے مین

وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی
لپٹ کے تن سے وہ تر ہوگئی پسینے مین

وہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اُس پری کی نظیرؔ
تجھے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے مین

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہون مین
فدا تجھ پہ مدت سے اے یار ہون مین

فریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم
فریبی جو تو ہے تو عیار ہون مین

جسے اُس نے کاٹا موا بے اجل وہ
سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین

اگرچہ تو گل ہے و یا چشم نرگس
تری باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل نظیرؔ

گل نظر آیا چمن مین اک عجب شکل چمن
گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

غزل عبداللطیف

غزل عاشق

غزل سودا

غزل شوریدہ

حسن خوبان کی حقیقت کیا ہی اسکے روبرو	دلرباؤن مین نہین دیکھا کوئی ایسا حسین
شکر اللہ کیون نہو ان طالع بلند احمد کے اب	ہاتھ میری آگیا ہی اک عجائب مہ جبین

غزل خلیق

گلرخون مین وفا کا پاس نہین	جون گل کاغذی مین باس نہین
کیجیے تخت دل بھی اپنا نثار	ہاے تو بھی انھین سپاس نہین
منھ پھرایا ہے تمہارا مجھ سے	بیوفائی کا کچھ قیاس نہین
شکوہ ابناے جنس کا ہی عبث	پنج انگشت ایک اس نہین
صورت برق خیر ہو گی خلیق	کیون تو مضطر ہی اور حواس نہین

غزل سوز

اُس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین	نخل محبت آہ مرا بار ور نہین
اُس سنگدل کو حال پہ آیا نہ میری رحم	ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین
یاقوت و لعل یار سی بہتر نہین ولے	پر جوہری کو اسکی پرکھ پر نظر نہین
کیون مجھ سی بیگناہ کو ناحق کری ہی قتل	ای شوخ تیری دل مین خدا کا بھی ڈر نہین
قاصد کی کیا مجال جو کوچی مین جا سکے	جز مرغ روح کوئی مرا نامہ بر نہین
میری طرف سی دیجو صبا گل کو یہ پیام	آؤن قفس کو توڑ کے پر بال و پر نہین
ہرگز نمان سوز تو واعظ کی گفتگو	ذرہ بھی اسکو اصل سخن سے خبر نہین

غزل مضمون

دیکھا میں قصر فریدون کے در پر اک شخص | حلقہ زن ہو کے پکارا کہ یہاں ہے کہ نہیں

غزل خسرو

زحال مسکین مکن تغافل دُرائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرّہ حیراں ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلش چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پیو کو ہماری بتیاں
بحق روزِ وصالِ محشر کہ داد مارا فریب خسرو
لبھا کے راکھوں تو سن اے ساجن جو کہنے پاؤں دو بول بتیاں

غزل امداد

پھیکی اُس لب سے ہوئی لعل بدخشاں کی شان | رشک سے خون جگر کھا گئی مرجان کی جان
شاخ گل رقص میں ہے وجد میں آئی ہے نسیم | کف زناں برگ ہیں سن بلبل بستان کی تان
بت کو پوجے سے جو مقصد بر آوے یہ ترا | قبر کو جا کے کسی پیر مسلمان کی مان

غزل بہاری

پروانہ کون سا ہے کہ جو عشق مین ترے — سوزان برنگ شمع بہر انجمن نہین
شب کو فغان تو صبح الم شام درد و غم — ہمکو فراق یار مین کیا کیا محن نہین
گریان ہے کیون نظر نہ پھرا وہی وہ پر غرور — اک وضع پر یہ گردش چرخ کہن نہین

غزل میر

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین — وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ — ننگ ہستی ہون مری جای بجز نام نہین
خطرہ راہ فلک بلکہ بہت دور کھنچا — عمر گذری کہ ہم نامہ و پیغام نہین
رازپوشی محبت کے تئین چاہیے ضبط — سو تو بیتابی دل سے مجھے آرام نہین
بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے — کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

غزل مومن

مین منتظر جلوہ رخسار کھڑا ہون — موسیٰ کی طرح طالب دیدار کھڑا ہون
بے نقد روان بر سر بازار کھڑا ہون — مین ناز کا خوبون کے خریدار کھڑا ہون
گر تیغ لگاتا ہے لگا جلد اے قاتل — مین ایک محبت کا گرفتار کھڑا ہون
اکدن مری بالین پہ نہ ای شمع رو آیا — پروانہ صفت جلنے کو تیار کھڑا ہون
محفل مین تری گو کہ نہین مجھکو رسائی — حیرت زدہ لیکن پس دیوار کھڑا ہون
گر ملتا ہے مل لے تو مرے جی سے کہ ہے ہے — واللہ کہ اس جینے سے بیزار کھڑا ہون

غزل نظم

آفتاب حشر بھی مجھکو بچا کر جائے گا	سوئے والا ہون کبھی کے سایۂ دیوار مین
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار	خوب چل کر لوٹیے اب ادی پرخار مین
ساقی کوثر پلاتا ہے مے خم ای عزیز	مست ہے ناسخ مین عشق احمد مختار مین

غزل رحمت

وصل کی امید مین ہم جو یہان آئیان	دیکھ تیری چال ہم دل مین ہین پچتائیان
گاہ تبسم کرے گاہ غضب کی نگاہ	کس نے سکھائین تجھے ایسی ہین چترائیان
وصل کی امید دی ظلم نہین ہے روا	عرض ہیری ہی یہی سن لو مری سائیان
ہائے نہ سمجھی ہین یہ ہو ایسے کٹھن	جیسی لگائی ویسی سزا پائیان
ہجر مین رحمت تری روتی ہی وقت صنم	وقت ہی اب عنقریب جان نکل جائیان

غزل شادان

گر سیر چمن مین ہمین بلواؤ تو آوین	سو منتین اور چمین سی بہلاؤ تو آوین
آنے کو تو کہتے ہین مگر ایک طرح سی	ہر شی ہر اک انواع کی منگواؤ تو آوین
جو طرف لگا ہووے تو سب فرش مکلل	ہر سو شمع کافوری کی جلواؤ تو آوین
گر بزم بھی عطر وں سے بہت ہووے معطر	جو کشتیان پوشاک کی بھجواؤ تو آوین
ستھرا سا پلنگ ہووے لب نہر پہ بچھا	اور سیج بھی پھولون کی بچھواؤ تو آوین
شیشے پہ ہو شیشہ و گلابی پہ گلابی	وان گرمی صحبت نہ گھبراؤ تو آوین

غزل سودا

AZAD LIBRARY ALIGARH

۷۷۵۸۰

غزل انشا

چھپین اگر چھپ نگاہ سج دھج جمال و طور و خرام آٹھون
نہ ہووین اُس بت کے گھر پوجاری تو کیون ہو سلے کا نام آٹھون
ذقن زنخدان لب و دہان و رُخ و جبین و نمک تبسم
سکھاتے ہین اُس پری کو کافر ملکے سب قتل عام آٹھون
ادا کو ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھاری چتون کے آگے آگے یہ کرتے ہین اہتمام آٹھون
جھپک لگاوٹ جھمک جھمکڑا ملال غصہ کرم رکاوٹ
کسی کے پانون پہ گرتے ہین یہ کسی کا جی ہین سلام آٹھون
شکیب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و عیش و راحت
تمھاری الفت مین کھوئے بیٹھا ہون مین تو یہ لا کلام آٹھون
سریر و چتر اور جاہ و ملک و شکوہ و تاج و کمال و راحت
مرے سلیمان کو دے خدایا یہ جلد بالا التمام آٹھون
نہ پوچھ مجھ سے تو انشاء اللہ کے نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل و رسوا خراب خستہ غریب و بندہ غلام آٹھون

غزل ناسخ

گرمین سلطان ہفت کشور ہون | ایک مفلس ہون سیمبر تجھ بن

غزل غالب

ہی گا جو نازو ادا اُس بت لاثانی مین | ایک بھی بات نہ تھی یوسف کنعانی مین
عشق مین بیٹھا ہون کس لیلی کی کاوش جان کو | دسترس ہی یہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبہ مہتاب دیا کانون مین | شور شین ایسی ہی مری اشک کی طغیانی مین
جان مردون کی پھری لب جو نکلی دشنام | کیا مسیحائی ہی اس لعل بدخشانی مین
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو کا | داغ اسکا ہی ازل سی مری پیشانی مین

پہن کر ہووئیگا خوش شال دوشالہ کوئی
ہم بھی ہین شاد ای غالب تن عریانی مین

غزل مصحفی

بازار سرو خوبان مین گو مرد نگیان شاہین بچین
ساتھ فقیر کی ڈھولک اب وھم دھمیان رنگین بچین
لالہ کسی رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا
ستقارین مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بجین
شمع رہی شب جب تلک جلتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا
جھانجھین پروانون کی پرون کی جبکہ سرہانین بجین

ردیف واو ۹ غزل قادر

[illegible]

سن لے اک بات مری تو کہ رمق باقی ہے — نالۂ دل کھول کے دو چار کروں یا نکروں

ناصحا اٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے — نالۂ دل کھول کے دو چار کروں یا نکروں

خواب شیریں میں وہ اور دل ہے مرا اہل شوق — جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نکروں

سخت مشکل ہے میں صیاد سے جا کر یارو — ذکر مرغان گرفتار کروں یا نکروں

حال باطن کا نمایاں ہے مری ظاہر سے — میں زباں اپنی سے اظہار کروں یا نکروں

موسم گل ہے میں صیاد سے جا کر یارو — ہے زباں میری بھی گفتار کروں یا نکروں

عمر بھر تجھ سے تو تھا عہد وفا کرنے کا — ان سلوکوں پہ جفاکار کروں یا نکروں

کوچۂ یار کو میں رشک چمن اے سودا — جا کے با دیدۂ خونبار کروں یا نکروں

غزل سراج

اول کی تم تو بھول گئے مہربانیاں — لانے لگے ہو روز تغافل کی بانیاں

کیا ہوئیگا سنوگے اگر کان دھر کے تم — گذریں برہ کی رات جو مجھ پر کہانیاں

دامن تلک بھی ہاے ذرا دسترس نہیں — کیا خاک میں ملی ہیں مری جانفشانیاں

داغ فراق لالہ تو باغ خیال ہے — رہ گئیں میرے جگر میں تمھاری نشانیاں

مجھ دل کے کوہ طور کا سرمہ کیے ہو تم — باقی ہیں اب تلک بھی وہی لن ترانیاں

شاید کسی کے قتل کی ہوتی ہے مصلحت — رمزیں تری نگاہ کی سب ہیں نہانیاں

کب تک دکھاوگے تغافل سراج پر — اب سقدر بھی خوب نہیں سرگرانیاں

[illegible]

غزل نیاز

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو — عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدے میں جا — جام شراب بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگ گئی پنبہ کی طرح جل گیا — رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب مصیبتیں عرض کیں اسکے روبرو — ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کی نیک بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہیں — آپ سے جو گذر گیا پھر اسے کیا جو ہو سو ہو

غزل درد

تا در کوے صنم یا تو مجھے پہونچا دو — یا کبھی دل کو مری پاس سے اسکے لا دو

رسم و آئین اسیری کی مجھے یاد نہیں — تو گرفتار ہوں ای ہم قفسو سکھلا دو

سانس لینے دو چھری کی تلے جلدی کیا ہی — ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلا دو

منعجو اور توقع تو نہیں تم سے اب — آتش عشق تو دامن سے بجھلا بھڑکا دو

درد سے سوز ہی دنیا میں غریبوں کی بساط — شاعری تمکو مبارک ہے اے استادو

غزل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو — کلیجے میں کانٹا چبھا ہے نکالو

نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی — مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو

خدا کے لیے ای مرے ہمنشینو — یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلا لو

تری اندام ورو و قد و زلف و خط سے ہی خجلت — سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو
جگہ کس کس کو دوں دل میں تیری ہاتھوں سے اے قاتل — کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو
تری دندان لب نے کر دیا بیقدر عالم میں — گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
اگر آنکھ اس سے بھنے دشمن کر لیا اپنا — نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہیں قلقل دعا دیتا ہی شیشہ دمبدم ساقی — سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستان کو
نہو جب تو ہی ای ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی — ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو
بنایا ای ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر — ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل افسانہ

ای دل سدا اس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو — اس نوبہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو
ای دل اگر منظور ہی یان آشنائی عشق کی — ہر آشنای عشق سے بیگانہ ہو بیگانہ ہو
میری طرف ساغر بکف آتا ہی وہ مست شراب — ای دل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو
ہیرے سخن کو جو سنتا ہی وہ رنگین ادا — ای سرگذشت جان و دل افسانہ ہو افسانہ ہو

غزل شاہ ظفر

کہوں کیا رنگ اس گل کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو — ہوا رنگین چمن سارا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نمک چھڑکے ہی وہ کس کس مزے سے دل کے زخموں پر — مزے لیتا ہوں میں کیا کیا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
شرار اور برق میں کیا فرق سمجھوں میں جو دونوں میں — ہی اک شعلہ بھبھوکا سا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل نور شاہ

حال فرقت کیا لکھوں تم آپ آکر دیکھ لو ۔ ڈر نہیں مجھکو مری پیارے بلاکر دیکھ لو
بیقراری دل کی میری دیکھنی منظور ہے ۔ تو میاں سیماب تھوڑا سا منگا کر دیکھ لو
آپ کھلجاویگی میری اشکباری آپ پر ۔ ہاتھ مین اپنی گل نرگس اٹھا کر دیکھ لو
چشم تر کو آپ جو کم جانتے ہین ابر سے ۔ تو مقابل ابر کے مجھکو رلا کر دیکھ لو
آپ بن سوزان گریان کس طرح کٹتی ہے رات ۔ شمع مومی بزم مین اپنی جلا کر دیکھ لو
مو بمو حال پریشان تم اگر دیکھو مرا ۔ آئینہ خانے مین اپنی زلف جا کر دیکھ لو
آپ بن جو نور کی ہے شکل اب مین کیا کہون ۔ قیس کی تصویر کا نقشہ کھنچا کر دیکھ لو

غزل

ظلم کے تیرے ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو ۔ بسکہ پھرون ہین داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو
تجھ کو فقط چراغ شام ڈھونڈھتی نہین ہے گھر بگھر ۔ پھرتی ہے باد صبح گاہ خانہ بخانہ کو بکو
دل سے اٹھاکے دست صبر مجھ سے ملونگا اسکا پاؤن ۔ پوچھونگا اپنا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو
دیکھی ہے جب سے خلق نے تجھ سے مری معاملت ۔ مانگے ہے عشق سے پناہ خانہ بخانہ کو بکو
سوتا نہین ہون جسکو منصفی جرم رکھی ہے میر سر ۔ تنگ ہوئی ہے مجھکو راہ خانہ بخانہ کو بکو

غزل یقین

گرہ کھو لو نہ زلف یار کے شانے کو مت چھیڑو ۔ جنون کے دن ہین زنجیر سے دیوانے کو مت چھیڑو

غزل غلام احمد

غزل جرأت

جرأت کی غزل جس نے سنی اس نے کہا واہ
کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ
صلوات ہے صلوات ہے صلوات ہے واللہ
دشنام کا پایا جو مزہ اچھے لبون سے
کیا گات ہے کیا گات ہے کیا گات ہے واللہ
عالم ہے جوانی کا جو ابھرا ہوا سینہ
کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ
دل چھین لیا اس نے دکھا دست حنائی
کیا رات ہے کیا رات ہے کیا رات ہے واللہ
اک بت کی کاکل کی حکایات ہے واللہ

تکلم کرے کیا کوئی تیرے ساتھ
فصاحت فزا ہے تری گفتگو
نہ مشک ختن کی ہے بو اس طرح
جو ہے تیری زلف معنبر کی بو
نہ ثانی ہے دور جہان مین کوئی
ترا اے شہ نیکوان خوب رو
جدا ایک لحمہ نہ کر اے صنم
ہمیشہ اس احمد کو رکھ روبرو

ردیف ہای ہوز غزل صاحب

گر تجھے قتل ہے منظور تو آ بسم اللہ
تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ
ہمتو حاضر ہین نہین کرتے ترا حکم عدول
خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ
دیکھیے تیری ملاقات مجھے کب ہو نصیب
ہجر مین تیری مرا دل تو چلا بسم اللہ
اس طرح خوب نہین جان کا دینا بسمل
اس تڑپنے پہ ذرا پڑھ تو بھلا بسم اللہ
گر ترحم ہے تجھے حال پہ صاحب کے سجن
زخم دل کا تو اب آ اسکا سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا ہجر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ
سیماب ہے سیماب ہے سیماب ہے واللہ
تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید
کیا تاب ہے کیا تاب ہے کیا تاب ہے واللہ
ہان پنجۂ مژگان مین ترے اشک کا گوہر
نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ
کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو
کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ
مشتاق ہمین کر کے کھلے آئے جناب آپ
آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

غزل سودا

[illegible] برق ہے کیا بیچ ستم واہ واہ
دیکھا کیا بس چھین ہے صنم واہ واہ
ہر گز نہ جفا جس مین ہوا [illegible]
اس کی رضا مین سر اگر دیجو دم واہ واہ

غزل مظہر

اے شیخ کی سج دھج پر کیونکر نہ ہنسیں یاران	داڑھی ہے سو وہ نادر دستار سو یہ تحفہ
سن نظم کو سودا کی منھ پھیر لگا کہنے	آفاق میں وہ شہرہ اشعار سو یہ تحفہ

غزل سلطان

میں ہوں اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ	غم ہے اور یہ دل دلگیر ہے اللہ اللہ
در دسینے میں مرے یاد سے اُس قاتل کے	نوک مژگاں سے اور تیر ہے اللہ اللہ
چاہ کر تجکو میں اس چاہ بلا میں ڈوبا	خواب یوسف کی یہ تعبیر ہے اللہ اللہ
کس لیے اس دل ناداں کو لبھایا منھ نے	انکھوں کی کون سی تقصیر ہے اللہ اللہ
سرخ پوشاک سے بے طرح نظر آتے ہو	کس کے یہ قتل کی تدبیر ہے اللہ اللہ
چھوڑ دو اس دل دیوانہ کو مت قید کرو	پیروں میں زلف کی زنجیر ہے اللہ اللہ
ہم مریں غم میں ترے تجکو ٹھٹھولی سوجھی	کیا بری میری بھی تقدیر ہے اللہ اللہ
نہ تو ڈرتا ہے خدا کا نہ تجھے الفت ہے	سنگدل ظالم بے پیر ہے اللہ اللہ
دل گیا ہاتھ سے اور جی سے گئی تاب و تواں	خاک جن قدموں کی اکسیر ہے اللہ اللہ
چوموں میں ہاتھ مصور کا کہ جس نے پیاری	کھینچی اس مکھڑے کی تصویر ہے اللہ اللہ
کیا کروں وصف ترا تجکو سنوارا حق نے	جلوۂ نور کی تاثیر ہے اللہ اللہ

جب سے دیکھا ہے ترے حسن کو اے راحت جان
تب سے سلطان جہانگیر ہے اللہ اللہ

غزل سوز

غزل ولی

شب کو مجنون نے مجھے آن کے محسن پوچھا
مین کہا زر نہ جواہر سی لے ہی پیارے

دل کا کس قیمتون پر مول لگا ہی شیشہ
نقد الفت سے مگر ہان یہ ملا ہی شیشہ

غزل سراج

دل اُس پری کی زلف شکن پر شکن کو دیکھ
اور ہر شکن مین نافۂ مشک ختن کو دیکھ

اے دل اگر ہے مانگی آہ غم تجھے
حلقے مین پیو کی زلف حب الفطن کو دیکھ

دیکھی نہین جو گلشن امید کی کلی
اُس گلعذار غنچہ دہن کے دہن کو دیکھ

لگ گل ہوا ہی باغ محبت سے دل مرا
گر آرزوی سیر ہے تو اُس چمن کو دیکھ

اک پل مین میری جان سے انجان ہو گیا
اُس دیدہ باز شاہد پر فن کے فن کو دیکھ

بیجا نکر تو لاف غرور اس سے او سراج
اُس تندخو کی ابرو شمشیر زن کو دیکھ

غزل گویا

قتل سے کیجیے روا ہے یہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

نیم بسمل کی کیا ادا ہے یہ
عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

کاٹ کر سر لگا ہے ٹھوکر
قتل عاشق کا خون بہا ہے یہ

کیا ہی نام خدا ہے میرا صنم
بت جسے کہتے ہین خدا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اُٹھا کر تم
اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گو صنم مردے زندے کرتا ہے
کون کا فر کہے خدا ہے یہ

آنی سے صنم مجلس رندان مین ہوا کیفت | آنکھون مین تری مے کی خماری نظر آئی
رونی سے مرے سبز ہوا باغ عنایت | چشمون کی گھٹا ابر بہاری نظر آئی
دنیا سے گیا گور مین تو بھی نہ پڑا چین | تجھ زیر زمین بھی نہ قراری نظر آئی
ہر صفحۂ گلشن پہ نظارہ سے صنم کے | باللہ کہ عجب نقش و نگاری نظر آئی
عاشق کو بٹھا قتل کیا ایک نگہ سے | کیا شوخ تری ظلم گذاری نظر آئی
کب یار فقیہہ ہو وے تری ظلم سے ظالم | تجھ ہجر کو سینے مین کٹاری نظر آئی

غزل نیاز

دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے | وحشت نے کھا رہی ہے بیابان نئے نئے
حوریان سے مجھکو الٰہی بچائیو | پیدا ہوئے ہین جان کی خواہان نئے نئے
دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر | کافر نئے ہین مسلمان نئے نئے
مین اسطرح جنون تری ہاتھون سے تنگ ہون | لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
کسطرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز | دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے | تشنۂ خون ہین مری گبر و مسلمان کتنے
ایک امید بھی تجھ سے نہ بر آئی میری | رہ گئی دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے
نہین ملتا تری ناقے کا پتا اے لیلےٰ | چھان مارے تری مجنون نے بیابان کتنے

نہ کر تو فکر اے قادر جہاں میں اپنی عصیاں کی
شفاعت کو تری بس احمد مختار کافی ہے

غزل لطیف

داغ ہجراں کا نجاوے گا کبھی دل سے مرے
یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے

وصف اس شوخ نگہ کا نہ زباں سے ہو سکے
حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے

حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا
ظاہر آثار تو ہے یار و شمائل سے مرے

شب کو تعویذ پہ اسکے جو کیا دست دراز
بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے

چاہا ہر چند کہ میں دامن لیلی پکڑوں
ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے

قتل تو اس نے کیا مجھکو پہ تشہیر نہ کی
اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سے مرے

آگ لگ جاوے نہ دنیا میں تجھے ڈر ہے لطیف
آہ سوزاں جو نکلتی ہے نہاں دل سے مرے

غزل

اس قدر ہم پہ ناتوانی ہے
موے سر سے بھی سر گرانی ہے

میرے زخموں پہ مت رکھو مرہم
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

تلوے چھید چھید کے ہو گئے غربال
ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے

حال دل پوچھو طبیبوں سے
کیوں مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیے زخم دل ہرے ہو جائیں
پھینی پوشاک اس نے دھانی ہے

انصاف کسکو سونپتے اپنا بجز خدا	منصف جو بولتے ہین تجھ سے ڈرے ہوے
نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع	ہین لاکھ کوس جب تری دل سے پرے ہوے
مجلس مین تجھ سے کرون کی جو تجری شیخ جی	آئی تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوے
سودا اکل تو گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈھتی	لڑکے کھڑے ہین تھیرون سے دامن بھرے ہوے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب تھم رہے رہے نہ رہے	حباب بحر کوئی دم رہے رہے نہ رہے
تو اپنی شیوۂ جور و جفا سے مت گذری	تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال	تری بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے
شتاب آکر تری دید ٹک میسر ہو	یہ دم لبون پہ ہے اب تھم رہے رہے نہ رہے
عرق ہے منہ پہ تری خوشنما صنم لیکن	ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے
جو وصل مین ہو جدائی تو کیا کری آصف	یہ اتفاقات ہے باہم رہے رہے نہ رہے

غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن	کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہے
ہوے ہو اسقدر بیزار ہم سے	سبھی تم کو کہین گے بیوفا ہے
وہ احمق ہے کہا ہے جس نے تم سے	ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے

یار کے ملنے کی بھی ہمکو طرح آتی نہین | طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے
آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون عشق مین | کیا گذرتی ہوگی تا بان دل سے پوچھا چاہیے

غزل سودا

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے | اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے
جو گذرتی ہے ہماری حال پر زلفون کو دیکھ | اسکی ماہیت کہین سنبل سے پوچھا چاہیے
خندہ خوبان بجا ہے بادہ نوشون کی اوپر | بیخودی کی بات کو بسمل سے پوچھا چاہیے
اہل کشمیر و صفاہان عیش کرتے ہین مدام | ہند کی لذت کے تئین کابل سے پوچھا چاہیے
لوگ کہتے ہین ابو الخیر حزین سودا ہوا | کچھ علاج اس مرض کا کامل سے پوچھا چاہیے

غزل قسمت

گر وہ بت کافر شب مہتاب مین آوے | اک ماہ دوم ماہ فلک کو نظر آوے
مژگان تری دل مین مری جس دن کہ کھبی ہے | ناسفتہ نہ دیکھا کوئی لخت جگر آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے | رستم جو نہ آوے تو وہین اسکا سر آوے
نو بر سر بازار جہان جلوہ نما ہو | خورشید فلک چرخ سے نیچے اتر آوے
جون ماہ منور ہو شب تار ہماری | قسمت وہ اگر چاندسی صورت نظر آوے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی | نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی | نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون | کہ شراب حسرت و آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا | کہ کتاب عقل کی طاق پر جیون دھری تھی تیون ہی دھری رہی
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا | کہ نہ آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی
کیا خاک آتش عشق نے دل بے نوائے سراج کو | نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خطری رہی

غزل قدرت

غزل عاشق

غزل رند

کل جو ہم یار کی شمشیر تلے بیٹھ گئے
وہ بہت ٹال رہے پر ہم نہ ٹلے بیٹھ گئے

ہم اٹھے یار کے در پر سے ولے سو سو بار
صید مجروح کے مانند چلے بیٹھ گئے

گلشن دہر میں دو روز عبث آن کے ہم
سرو کی طرح نہ پھولے نہ پھلے بیٹھ گئے

جب ہوا مجمع اغیار سنو حضرت دل
ہم بھی گھبرا کے نہ ہارے نہ ٹلے بیٹھ گئے

وہ تو کب خوش تھی کہ قرباں ہوئے ان میں عید روز
ہم مگر شوق میں اپنے نہ ٹلے بیٹھ گئے

اشک کے سیل سے اور آہ کے شعلے سے غرض
عقل اور ہوش بھی گھر بار چلے بیٹھ گئے

قیس فرہاد سے ای رند ملے ہم کل رات
رو دیا تنگ گلے مل کے گلے بیٹھ گئے

غزل سودا

نسیم ہے ترے کوچے میں اور صبا بھی ہے
ہماری خاک سے ٹک دیکھ کچھ رہا بھی ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

جلے ہے شمع سے پروانہ اور میں تجھ سے
کہیں بھی مہر سے جلتے ہیں بھلا وفا بھی ہے

زبان شکوہ سوا اپنے مانی میں میہات
کوئی کسی سے ہمدم بھی آشنا بھی ہے

ستم روا ہے اسیروں پہ اسقدر صیاد
چمن چمن کہیں بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھ کے رکھو قدم دشت نجد میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

غزل سودا

غزل رفعت

جان رفعت کی لبوں پہ آئی ہے

یہ جدائی جگر جلاتی ہے / آنکھ بھی اشک خون بہاتی ہے
دل تو کچھ یک بیک نہیں ملتا / پہلے یہ آنکھ گھر ڈباتی ہے
چشم مشاطہ کی سزا ہے یہی / جیسا کرتی ہے ویسا پاتی ہے

غزل افسوں

تجھے ہیں تری زلف کی اور تار تار کے / دستار گل انار و قبا بوٹہ دار کے
بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یوں کہا / صیاد ماں واسطے پروردگار کے
بیچو گے تو سہی ذرا اتنا تو پوچھو / دیکھو تو ہاتھوں ہاتھ کسی نوبہار کے
یہ اپنی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا / ہم رہنے والے ہیں اسی باغ و بہار کے
افسوں تو شاد رہیو زمانہ کریگا کیا / ہم ہیں غلام اس شہ دلدل سوار کے

غزل یقیں

کرتے ہیں اپنے حال دکھا بتلاتے مجھے / اس پیچ سے بتوں کی بچائی خدا مجھے
دل نے تو دی ہے میری بڑھاپے کی قدر / کرتی ہے بال بال سے چلتے دعا مجھے
جور و جفا میں یار بہت ہو گیا دلیر / کرتے تو کیا یہ راست آئی وفا مجھے
میں خاک تو ہوا پہ مری آبرو نہیں / کرتا ہے خوار دیدہ جدا دل جدا مجھے
میں گور ہا ہوں یار کے پاؤں پہ اے یقیں / آتی ہے راست سایۂ گل کی ہوا سے مجھے

عشق ہاتھوں سے تیرے کیا کیا لیے | نام سے گھر سے اور نشان سے گئے
شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم | سنیو اک دن کہ جسم و جان سے گئے
ایک دن ہنسنے یار سے یہ کہا | اب تو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنس کے بولا کہ سنتا ہے آصف | یوں ہی کہہ کہہ کے لاکھوں جان سے گئے

غزل رضی

فندق پہ تری دیکھی ہے کس شان کی سرخی | پہونچی نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی
تعریف دہن کی کہوں یا لب کی کروں آہ | مسی کی ادا ہٹ کہوں یا پان کی سرخی
الماس نظر آتی ہیں یاقوت کے مانند | پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی
قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے | دھو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی
سنیے یہ غزل مجھ ستی اب تازہ رضی آپ | دکھلاؤں تمہیں صاف گلستان کی سرخی

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے مصور ذرا دم لے | تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے
دیکھا نہیں تو احمد مختار کا لشکر | جبریل بھی جس فوج میں چلتا ہے علم لے
گرمی سے عرق ہو گئے جلتے ہوئے اشک | اس سایۂ مژگان تلے ٹک بیٹھ کے دم لے
ہم دل کو گنوا بیٹھے تصور میں اسی کے | اور پھر بھی خرد مندی سے چل راہ عدم لے
اس بت کی پرستش کے لیے شیخ ہوے ہم | کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے

کس طرح چھوڑوں نکالیت تیری لفون کا خیال
ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوے

واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی
شعلہ جوالہ تیرے کان بالے ہوے

جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے
آگے آگے جا ہی مشعل آتشین نالے ہوے

پاے نازک جب رکھا اسنے ہماری قبر پر
پار ہاے سنگ مرمر وہ نی کو گالی ہوے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر مجھ سے
اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوے

غزل بقا

سر رخ یار ہین زلف پریشان کے تلے
یہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

برق سی تیغ جو کل اسکی چمکتی دیکھی
طفل اشک آ ہی چھپے دامن مژگان کے تلے

اک نمان داغ جگر سینے مین رکھتا ہون جون
بادسے شمع چھپاوے کوئی دامان کے تلے

جی مین ہے جا کے کرون ہو گل خندان تجھ بن
بیٹھ کر گریہ کسی نخل گلستان کے تلے

نہین ملنے کی بقا تجھکو بجز کنج مزار
جاے آسود گی اس گنبد گردان کے تلے

غزل ظفر

جلوہ جو اسنے دکھایا مراجی جانتا ہے
پھر خدا ہی نظر آیا مراجی جانتا ہے

اٹھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت
جو مزہ عشق مین پایا مراجی جانتا ہے

مین جو لاچار ہون کیونکر لکھون صاحب
جیسا لوگون نے سکھایا مراجی جانتا ہے

کون کہتا ہے ترے عشق سے انجان رہا
جیتے جی تو نے جلایا مراجی جانتا ہے

ستایا ہی ناحق ہمین تو نے ظالم | یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے
کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان | نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے
شفق نیلگے گردون پہ ہوتا ہی ظاہر | یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے
عبث مجھکو ہنس ہنس کے دیتے ہو گالی | زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے
اگر اب کی باری شبِ وصل بولا | چھری اور مرغِ سحر کا گلو ہے
رہی سایۂ پنجتن پادشہ پر | خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل ۳

ہزار بار جو ہم چاہ سے بلاتے تھے | تو کس غرور سے تم ایکبار آتے تھے
کبھی تو شرط وفا ہو چکی ادا بس کر | اسی بھروسے پہ تم دوستی نبھاتے تھے
ذرا تو یاد کرو جان وقت وہ کیا تھا | گلے مین ہاتھ تھا اور منہ سے منہ ملاتے تھے
لبِ شکر وہ عجب دن تھے بھولتے ہی نہین | تمھاری منہ سے جو ہم گالیان بھی کھاتے تھے
اگرچہ روٹھ بھی جاتے تھے پھر بھی ہم تمکو | گلے سے اپنے لگا وان پہ ہم مناتے تھے
ہر ایک تیغِ ستم تھا وہ پھول کی تھی چھڑی | اے گلبدن تری کیا کیا جفا اٹھاتے تھے
ہزار حیف کہ کہتے ہو تم شست آ کو | کبھی زبان کے اوپر بھی یہ نہ لاتے تھے

غزل ۴

کیا نکلے سخن عاشقِ دلگیر کے منہ سے | کوئی بات سنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے

قتل کرکے مجکو ابے سنگین دل یون کہا — قتل ہو جانا ولیکن بچھڑنا منع ہے
مت تڑپنا دیکھنا خنجر تلے ای صید دل — عشق کی مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے
ای ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام — اب تمہین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل

وہ صنم حال میرا کیا جانے — ہون مین کس فکر مین خدا جانے
اُسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے — وہ کہان مین کہان خدا جانے
ہم تو روتے ہین ہنستے ہین اغیار — قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہو سٹھ چاٹا کرے وہ ساری عمر — لب شیرین کا جو مزا جانے
سن کے احوال میرا کہنے لگا — ایسا جھگڑا مری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو یارو — خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا بت کسی کے دوست نہین — اُن کو دشمن ہی جان کا جانے

غزل اوصاف

وہ کہان جیتے رہی جو بیوفائی کر گئے — مر گئے آخر نہ کس سے آشنائی کر گئے
عمر بے پایان پہ اپنی اسقدر نازان نہو — مر گئے ان کو نہ چھوڑا جو خدائی کر گئے
آرسی مین عکس اپنا دیکھ کر لائے غرور — چار دن کی زندگی مین خودنمائی کر گئے
عیب جوئی کر کے اکثر وہ ہنسا کرتے تھے یار — ہاتھ سے اپنے وہ اپنی جگ ہنسائی کر گئے

غزل فداوان

گرچہ ہون نیند مین لیکن مجھے ناسخ ہردم
روضۂ احمدؐ مختار نظر آتا ہے

غزل یقین

گر مجھ مین زلفون کی پھنس جائے تو کیا کہیے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

عاشق جو رہی جلتا معشوق کی کام وہ ہر
کیا لطف ہی جلجانا پروانے کو کیا کہیے

دل چھوڑ گیا ہمکو دلبر سے توقع کیا
اپنے ہی کیا یہ کچھ بیگانے کو کیا کہیے

تحقیق کو ظالم تک کچھ کام نہ فرمایا
فرہاد کے اس ناحق مرجانے کو کیا کہیے

سبزی مین یقین آہو کیا چوروں سے پھرتا ہے
فردوس کہیے تو ویرانے کو کیا کہیے

غزل بلہار

دل کو یا لاتھا بہت ہمنے خبرداری سے
ناز برداری سے ہشیاری سے غمخواری سے

حسن صاحب کی شرارت پہ نظر کر بیٹھے
جان کی بوجھ کے یہ جان کبھی ہشیاری سے

ہمسے باطن مین خفا غیرون پہ ظاہر مین جفا
یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پردہ ستمگار کے دھوکا کھایا
اپنا ایمان لرزتا ہے اس عیاری سے

شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کو دن
وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے

ناز و خط زلف و ادا چشم و مژہ اور ابرو
سب کے سب دشمن قاتل مین مری باری سے

سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار
نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل فدا

کل رات کو باتین تو ہوئین تری ہمارے
اور اُس سوا درپیش تری بات نہ آئی

جو بھید کی باتین تھین مگر آنے کی خاطر
کہتے ہین کہین تجھ سے تو وہ بات نہ آئی

اب زندگی باقی ہے تو پھر آن ملین گے
کل تیری میسر جو ملاقات نہ آئی

ایمان و دل و دین سبھی چھوڑ گئے ہم
ان باتون مین سے ایک بھی کوئی ساتھ نہ آئی

اشکون کی گھٹا چھائی ہے آنکھون مین قضا کی
اس طور کی رنگین کبھی برسات نہ آئی

غزل ناسخ

گر تیری گم ہے تجھے جستجو ہے
دہن بھی نہان ہے یہی گفتگو ہے

جو ہین موشگاف اُن کی یہ گفتگو ہے
کمر کیا ترے جسم مین ایک مو ہے

تری آرزو ہے اگر آرزو ہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے

یہ اندھے ہین جو کہتے ہین ہم ہی ہم ہین
جو آنکھین ہین روشن تو پھر تو ہی تو ہے

کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا
کہ سرو لب آب جو آب جو ہے

نہ مین ہون مخاطب تو ہے مخاطب
وہی مین وہی تو نہ مین ہون نہ تو ہے

وہی بے جہت ہے وہی شش جہت ہے
جو اک سو ہی سب ہے وہی چار سو ہے

یہ کہہ تو بھی اب درد کی طرح ناسخ
بعد ہر دیکھتا ہون وہی روبرو ہے

غزل وحشت

کیا بلا ہی میری قضا آشنائی آپ کی
مار ڈالے ہی غرض مجکو رکھائی آپ کی

غزل خلیق

رغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی — کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی
عشاق کو نرگس نے کہین آنکھ دکھائی — کر چاک گریبان کو نسیم سحر آئی
رسن یار کی ملنے کی جو امید مجھے تھی — کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی
جس گھر مین ہم رہتی تھی مدت سے ہم اور یار — خالی وہ مکان دیکھ مری چشم بھر آئی
بیمار کی لیے جلد خبر اپنے مسیحا — کیا فائدہ اس سے جو اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک ٹھیر ہے بلبل — منقار مین لیجا کی وہان پھول دھر آئی
ایسا بھی کہین سودا ہوا ہوگا جہان مین — آفت جو خلیق جگر افگار پہ آئی

غزل عاجز

عرق جب اس پری کی چہرہ پر نور سے ٹپکے — تجلی ہو گل سے شبنم جون لہو نا سور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر — لہو سولی کا اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفیت سخن میرا نہال تاک کو پہونچے — صراحی شاخ سے جاوے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس زلف مشک آمیز سے چینی مین بال آوے — عجب کیا عطر و عنبر کاسہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد رو رو یار کو جب یاد کر عاجز — دم اسرافیل کا لو ہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل غافل

اس نکیلے نے جو ہاتھون مین لگائی منہدی — کون سے باغ کی بیچ کہیو منگائی منہدی

جان دیتا ہی تری ہجر کی سختی سے سراج	آشنائی ستی یہ جان رمق باقی ہے

غزل مقتول

تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے	نہ کر قید قفس گل سی ہمین فریاد باقی ہے
ہوا امن سی تو دھویا تو کیا لیکن قیامت تک	ہمارا خون تری گردن پہ ای جلاد باقی ہے
ہمین دیکھا باغ مین جا کر نہ گل ہی اور نہ غنچہ ہی	چمن مین بلبلونکی ہر طرف فریاد باقی ہے
ہمین دیکھا لیلی و مجنون کو اور فرہاد و شیرین کو	ولے ارمان اُس تصویر کا بہزاد باقی ہے
نہ لو ہو ہی جگر مین اور نہ آنسو آنکھ مین میری	مگر خون محبت دل مین ای فصاد باقی ہے
نقاب عنبرین رخ سی اُٹھا دی او پری پیکر	کہ تیری درس مین ہمکو سبار کبا د باقی ہے
سخن کہے وہ جو تھی اُستاد عنقا ہو گئے یارب	مگر اسوقت مین مقتول اک اُستاد باقی ہے

غزل سودا

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے	سب سے آزاد ہوئی دل کی گرفتاری سے
شب غفلت سے مری ایک فقط عیش و شباب	خواب آور ہو سحر رات کی بیداری سے
تجھ طلب مین یہ کہو آپ کی مین نے کہ ان	طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے
تجھ سی ستی ہی وہی باعث آمرزش خلق	تو بہ صد قوم کی ہی میری ہی میخواری سے
شکوہ ہی جور و جفا کا تری کس کافر کو	مجھ پہ جو گذری ہی سو میری وفاداری سے
کام دل جب نہین ہو تجھ سی ہمارا حاصل	کام اپنا تو ہوا جا کے ہی بیکاری سے

غزل دانا

جوہر سے کب آلودہ ہی شمشیر کسو کی
یہ قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی

بیرحم ہزارون کو کیا قتل جو تو نے
ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

کل مین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا
آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

آتی ہی جو پازیب کی جھنکار کی آواز
یان قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی

حاصل تجھے کیا ہی ارے بھائی سے اسکے
کب مانتا ہی وہ بت بے پیر کسو کی

دانا جو نسیم سحری عطر فشان ہی
شاید ہی کھلی زلف گرہگیر کسو کی

غزل نور

مرا جاتا ہون تری ہجر کی مارے آرے
مری جانی مری دلبر مرے پیارے آرے

آری گو سر پہ چلا میرے و لیکن مین تو
شوق مین تیری کہے جاؤنگا آتے آرے

مدتین ہو چکین پھرتے ہوئی اغیار و نمین
ایکدن رات کو مہمان ہمارے آرے

یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا پرنور
بیٹھا گنتا ہون فلک کے مین ستارے آرے

نور بیتاب ہی از بسکہ جدائی سی تری
رشک خورشید مرے ماہ کی پیارے آرے

غزل طور

بزم مین رونے لگے یار کی چھپانے سے
راز دل چھپ نسکا اشکون کے بہ آنے سے

محتسب جا وہی آتی کہین میخانے سے
دل کو شیشے سے ملون آنکھو نکو پیمانے سے

بچاوے کس طرح انشا سراپا اس غزل کو
کہ لاکھوں وضع کی ہر ایک مصرع کی لگاوٹ ہے

غزل

بال زلف یار کے رخ پر جو بل کھانے لگے
چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے

آفتاب حسن کو مہتاب پیتا دیکھ کر
خانۂ خورشید میں ہم اشک ٹپکانے لگے

دیدیا سرمہ جرس کو کاروان کی شب نے آہ
جیون بگولا ہر زبان جنگل میں بھٹکانے لگے

عشق بھی سبقت کرے ہے تیغ خوف یار کو
جو کہ جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل مولائی

دل ہوا پابند زنجیر خدا خیر کرے
دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے

کس کی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے

سرخ پوشاک میں بیٹھی ہو یا تخت اوپر
کس کے ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے

مثل بسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا
ہنس کے بولا بت بے پیر خدا خیر کرے

کل عیادت کو جو وہ آیا تو کہتے ہیں رقیب
ہوئی مولائی کی توقیر خدا خیر کرے

غزل غریب

ہو بیان کس سے مرے یار بھلائی تیری
عقل حیران ہے مری دیکھ صفائی تیری

آفرین کہیے میاں تیرے مصور کو کہ جن
جس نے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری

کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان
سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری

غزل

تمہاری دزدِ رہزن نے چھین لی سرِ شام — متاعِ صبر سی داد خواہ کی گٹھری
حضور میں مری رحمت کی جھک نہیں سکتا — کہ سر پہ ہو مرے بارِ گناہ کی گٹھری
رکھی ہو کون جنون وادیِ محبت مین — بغیر آبلہ یا خارِ راہ کی گٹھری
بہم ہوا تھا جو کچھ یان طوافِ کعبہ سے — کرشمہ ذرہ تیون کے تباہ کی گٹھری
کوئی تو غرق ہی بحرِ فراق کا یان شوخ — نہین حباب یہ ہی سوزِ آہ کی گٹھری
ابھار سینے پہ اُسکے کچون کا ہی بارے — یہ شاہِ حسن کی ہی خیمہ گاہ کی گٹھری
پڑا ہی نازو ادا کا ہم جو یہ لشکر — بجا ہو گر کہین گردِ سپاہ کی گٹھری
زمین لگی ہی کی گرم اسکین ہی کیا اٹھا کے — اگر بزورِ طبیعت نباہ کی گٹھری

غزل مصحفی

لاف خوبی تری عارض پہ جو گلشن مارے — آستین رخ پہ صبا طیش سی دامن مارے
کیا غضب ہے کہ جو غنچے مین کھلا پال پھر — اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہی یہ خوش حال انھون کا جو ترے کوچے مین — خاک پنڈے کو ملے بیٹھے ہین آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت نے تری ایک کیا — ہاتھ پہ ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے
وہ جو آنکھیں ہین تری رہزن خوبان کا فر — قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے
ہم تری واسطے ای غیرت لیلیٰ کب سے — قیس کی طرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام ترا در گذرا — کب تلک غم مین کسیکے کوئی تن من مارے

غزل نظیر دہلوی

روز گل کھاتا ہون فرقت سے تری سینے پر	سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے
رات سب وصل کی خفگی مین کٹی ہائے نظیر	دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل جرأت

درد و غم عشق نے مارا اسے مجھے	اب نہین دم لینے کا یارا مجھے
بات مین کس سے کرون ای مہربان	دھیان تو رہتا ہے تمھارا مجھے
ڈوب گیا پر نہ وہ ہاتھ آیا یار	بحر محبت کا کنارا مجھے
چونک پڑا سنتے ہی آواز یار	مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے
ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھائے	دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے
اف نکرون نام کا جرأت ہون مین	چیرے اگر عشق کا آرا مجھے

غزل احمد

لب اس گل رعنا کا عقیق یمنی ہے	دندان بدخشان کے ہیرے کی کنی ہے
کاکل کی عجب موج نمایان ہے غضب یہ	اور اسکے سوا پلکون مین صف شکنی ہے
اور زیر شب زلف ہے عارض کی شفق مین	کیا خوب طرحدار وہ غنچہ دہنی ہے
کہتا ہون شب وصل مین کیا خوب ہوا ہے	جو بات مین سب یار مگر کم سخنی ہے
کیا ناز ہے کیا خوب ہے کیا جلوہ گری ہے	رفتار کبک تس پہ یہ نازک بدنی ہے
ہے سرو سہی قامت دلجوی خراسان	تصویر بھی یہ قدرت مولی سے بنی ہے

تیر غمزہ کو چڑھا کے تو نے کھینچی ہے کمان
خونریزی پر غمزوں کی ترا آہنگ ہے

جسنے کوچہ میں ترے آ کے کیا ہوگا مقام
ساق پا چلنے میں اسکی مثل اعرج لنگ ہے

ذات میں معشوق کی پائی نہیں ہرگز وفا
عاشقان باوفا سے جنکو ہر دم جنگ ہے

دلبروں سے کب تلک جور و جفا کھینچے لطیف
چھوڑ دے عشق بتان گر تجکو نام و ننگ ہے

غزل خلیق

تیر نگاہ یار نے مارا مجھے
ابتو نہین جینے کا یارا مجھے

عمر مین اپنی کبھی اے مہربان
پیار سے اک دن نہ پکارا مجھے

ہم سے خفا غیر سے ہو ہم کلام
ظلم نہین ایسا گوارا مجھے

بحر الم مین ترے کب تک رہون
پار لگا اب تو خدارا مجھے

کس سے کہے حال دل اپنا خلیق
تجھ سوا اب کون ہے پیارا مجھے

غزل

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون بھرتا ہے دم سرد جو راتونکو مدام
ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچے سے ہوا آتی ہے

کس کے مین دست حنائی کا ہون زخمی یارو
جو ہر اک زخم سے خوشبوے حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

مارے غیرت کے نہ نکلے آفتاب | بام پر چڑھتے صنم دیکھا ہے تجھے
دید میں نقصان تو ہے ہر چند جان | فائدہ اتنا ہوا دیکھا ہے تجھے
بوے گلشن بھی نہ لائی تا قفس | بس ہوا ہوا ہے صبا دیکھا ہے تجھے

غزل عشرت

تا مرگ زندگی میں ہجران کے غم اٹھائے | بالین پہ میری جانان افسوس تم نہ آئے
وہ رشک ماہ خوبان آیا نہ میرے گھر تک | پروانے کی طرح سے لاکھوں نے جی جلائے
میخانۂ جہان میں کیا کیا مزے نہ پائے | پھرتے ہیں مست ہر سو اک جام جو بھر آئے
نمرود کے آگے تو نے دیکھا نہ کچھ تماشا | کیا کیا نہ روپ ہم نے تیرے لیے بنائے
ثابت کی طرح عشرت مجھکو بھی جام دو می | تا از نسیم بر آید مستانہ ہائے ہائے

غزل قدرت اللہ

کس کی نیرنگی کی خاطر برق پا بوس ہے | جو شرر دل سے اٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دارون سے کاوش ہے مدام | ہر طپش پائن شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ سب ہے الاپ | گر صدا ہے بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے | خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کچھ زندگی | اس طرف آواز طبل اُدھر صدا کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو جو گلگون کا جام | شب جو فی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

کیا کرون جرأت نہین صیاد و قاتل کا گلا	دام سے چھوڑا تو چھوڑا توڑ کے بازو نے مجھے

غزل درد

ای چشم مرے موتیون کا ہار نہ ٹوٹے	سب اشک مسلسل ہین اور تار نہ ٹوٹے
ہم پاے برہنہ چلے صحرا کو نکل کر	ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے
صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس مین	مین موتی بلا سے یہ پہ گلزار نہ ٹوٹے
کل رات صراحی ذلی میخانہ مین ہچکی	کہنے لگی پیالے سے کہ خمار نہ ٹوٹے
دل درد کی باتین نکرو ہمسے جاؤ	یہ رشتہ نازک ہے میان تار نہ ٹوٹے

غزل ذوق

یہ صیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے	سر بوقت قتل اُس قاتل کے زیر پاے ہے
رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکاے ہے	مژدہ خار دشت پھر تلوار میرا کھجلاے ہے
جان ہی دے دیا طاقت گئی ہر ضعف سے سینے مین ہم	دیکھیے اُس تک خدا کیونکر مجھے پہونچاے ہے
واہ رے تصویر محبت خوب ہی پھڑکا نمک	استخوان سے ہما کس کس مزے سے کھاے ہے
نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی ہے بس انتظار	جانب در دیکھے ہے جبکہ ہوش آ جاے ہے

غزل مستان

شمع رو کل شب کو جو مکھڑا دکھایا آپ نے	صفت پروانے کو محفل مین جلایا آپ نے
آفرین بوٹے سے قد پر چاردن کے واسطے	عاشقون کے دل پہ کیا کیا گل کھلایا آپ نے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اسی مین جو وہ دلربا کرے
چاہی جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل سا رفیق جسکا جدا ہو گیا ہو یار
وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے

جس نے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے

کہتا ہے معین کہ اے میرے دوستان
آسان سبھون کی مشکلین مشکلکشا کرے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے
بیہوش کیا چہرہ کو دکھلا کے کسی نے

دیکھا جو مین نے ہاتھ کلائی نکل آئی
دین گالیان لاکھون مجھے جھنجھلا کے کسی نے

کچھ دست درازی کا کیا خیال تو بھی ہے
جھٹکا یا مرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے

رکھ ہاتھ مرے سینے پہ گلدستہ نرگس
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے اکبار
دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل

مین وہ نہین ہون کہ تجھسے دل مرا پھر جائے
پھرون مین تجھسے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جائے
مثال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جائے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جائے

الہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
بلا سے خلق پھرے گو جفا پھر جائے

تجھ چہرۂ زرتار کی تارون کی جھلک دیکھ
آنکھون مین نہین تار ہی
ای سروسہی داغ جدائی کی خبر لے
رکھ بزم تماشا
تجھ ابرو خونریز کی شمشیر کی او چھوٹ
ہی جس کے جگر پر
ہر جانے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہوت
ای ساقی گل رو
نسبت ہی تری حسن کی ہی پھول کی پنکھڑی
تو سب مین ہزار ا
دیدار کی سمرن ہی مجھ آنکھون مین سراج آج
بس کیون نہ پھرا دین

شاید کہ نمودار ہو یہ جگ مین اُجالا
سورج کی کرن کا
پھولا ہے عجائب یہ ہزار ا گل ولالہ
مجھ دل کے چمن کا
کہتے ہین اُسے جگ کی جو امرد جیالا
تجھ عشق کے رن کا
مجلس مین محبت کی ہوا تشنہ دو پیالا
تجھ جام مین کا
تجھ لب کی نزاکت ہی کیسن چھاڑ کا پالا
ہے پات سمن کا
انگلیون پلک کے لیے ہین ہاتھ مین مالا
آنسو کے رتن کا

مستزاد جرأت

بجا دو ہی نگہ تجھ ہے غضب قہر ہی مکھڑا
اور قد ہی قیامت

غارتگر دین قد ہی وہ اُس بت کا سراپا
اللہ کی قدرت

ای حضرت عشق آئی ہین سائین جی مولی
یان تیجیے عنایت
ماتھے پہ مرے خط الف اللہ کا کھینچو
سو ہوئے مجھے بہتر
مین خاک نشین ہون جو گروہ فقرا سے
کیا سمجھے ہو مجھکو
گر سیر کنان دیر مین جا نکلون تو بولو
ناقوس کو سنکر
خوش ہوتی ہین چار ابرو کا بتلا کی صفایا
مانند قلندر
درویش بلا نوش بلاچیت مین میان دو ست
پینک مین جو آجائین
آزادون کی خاطر سی غزل لیکے تو سنائی
از بہر تفنن

مرشد مرے ہادی مری مالک مرے داتا
ہو تجیے مجھے نعمت
تم ہو نہ گرو پیر ہنو بندہ ہو چیلا
جی سے کرے خدمت
رومال چھڑی لیکے جو ٹک کھینچون ادا سا
دکھلا دون کرامت
ای برہمن بتکدہ عشق ست صدا را
ہی تجھ سی بھی الفت
نے ہمکو غم درد نے اندیشہ کا لا
ہی خوب فراغت
افعی کو مسل کر کرین افیون کا گولا
ہین ایسے ہی آفت
اب اپنی تو بولی ہین کچھ اشعار پڑھ انشا
ہو جس مین ظرافت

مستزاد کمال

رکھیو نہ کمال اب تجھے ہوس دونون جہان کی
راضی برضا ہو

لے دستِ طمع کھینچ کہ دی پانون کو پھیلا
در گوشۂ عزلت

مستزاد انشا

ہے نامِ خدا چہری پہ کچھ اور تماشا
یہ آپ کی رنگت

گات ایسی غضب تہر ہیبن اور جھکڑا
اللہ کی قدرت

مین نے جو کہا مین ہون ترا عاشق شیدا
ای کان ملاحت

فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا
یہ شکل یہ صورت

اتحاد و تصوف مین جو تھا فرق بہم شاہ
اصلا نہ رہا کچھ

پردہ جو یقین کا تھا محبت نے اٹھایا
کثرت ہوئی وحدت

کعبے کا کرون طوف کہ بتخانے کو جاؤن
کیا حکم ہے مجھکو

ارشاد مری حق مین بھی کچھ ہوویگا آیا
ای پیر طریقت

ہون پر تو روح القدس اس عہد مین کبھی
عیسےٰ کی طرح سے

یون چاہیے بیساختہ رسوائی کا پایا
میری کرو بیعت

ٹوٹا کرے اسطرح مزے غیر ہمیشہ
ٹک سوچو تو دل مین

ترسا کری ہر وقت یہ بندہ ہی تمھارا
اللہ کی قدرت

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا
دیوانہ بنا کے
پھر شوق کے شیشے مین شراب عقل کی ابنے
پھر بھر کے پلائی
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منھ سے
افسوس ہے ساقی
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل
کس مکر و ہنر سے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
مجلس ہوئی روشن
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے
مدت کو گو یا دوست
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سے شب و روز
کر اپنا تو طالب

زلفون کا پھر پروکے گرفتار پھرایا
پھر شانہ بنا کے
پھر پھر تماشا سارے عالم کو دکھایا
مستانہ بنا کے
کیا نام رہا تیرا یہ کیا تو نے پلایا
میخانہ بنا کے
پھر اپنے لگا کان کو بالے مین جھکایا
دُر دانہ بنا کے
اپنے رخ جون شمع پہ پھر ہم کو جلایا
پروانہ بنا کے
ہم دوست یگانے کو لگا دور بٹھانے
بیگانہ بنا کے
دنیا مین اگر رکھنا ہو تو رکھ لے خدایا
مردانہ بنا کے

مستزاد معزز

حیف صد حیف ہی افسوس صد افسوس
آیا پیغام اجل
چھٹگیا زخم جگر سے مرے پھاہا آہا
اب نکل جاوےگا دم

ہین معزز تری سب شعر مسلسل موزون
شک نہین اس مین ذرا
یہ غزل جسنے سنی اس نے سراہا آہا
تازہ تر تازہ رقم

مخمسات مخمس سودا بر غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ

نہ چارہ گران امور و نکالتا مین بیچارہ
نہ عشق لیلی و شیرین سی ہون مین آوارہ
کہ کھٹکون دشت مین اور کوہ پر کھون یارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را

اثر یہ نالے کا اپنے ہی اعتقاد ای گل
شے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد ای گل
جو تو سنے تو بر آوے مری مراد ای گل
غرور حسن اجازت مگر ندا وے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

مجھے ذرا بھی نہ ساقی کی یہ ادا بھائی
جو پوچھا مین نے کہا سن تو مجھ سی سودائی
کہ پہلے جام کی مے خاک پر چھڑکوائی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

فریب مجھکو نہ دی خال و خط پہ ای دلبر
جو چاہے تو کہ گرفتار ہون مین تیری پر
کہ دیکھ کر مین زمانے کو منھ کیا ادھر
بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

دونوں کے بھید کو پایا ہے کون اے دمساز	کہ جا کے کہدے یہ اس سے ہمارا راز و نیاز
یہاں تو کوئی نہیں جس سے ہووے پردہ باز	ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز

وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

بہار دیتا ہے رخسار تیرا ماہ جبین	ہے جس کے رشک سے سنبل خمیدہ زیر زمین
جو میرے کہنے کا دل بیچ اعتبار نہیں	گذر بکن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

بغیر دیکھے تو رہتی نہیں ہے دل کی ہوس	شکر پہ جا گرے اے دل تو کس طرح سے مگس
ہوا تو ہونے دے شہرہ ز امتثال جرس	نہ من بر آن گل و عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

بہار سیر تو رکھتی ہے گلشنوں پہ نظر	و لے نہ ایسی کہ جیسے ہوا اس پر پیر و پر
کروں میں کیا تری آگے نسیم و صف سحر	بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر

کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند

اگرچہ وعظ و نصیحت میں سیکڑوں ہیں فن	غرض جہاں گل مقصود ہو نہ کھیے چمن
جو چاہے نشۂ وحدت تو اس کی مجھ سے سن	برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

آئینہ ایکدم نہ ٹھہرتا ترے حضور
پکڑا ہی تیری عکس نے یہ روے آئینہ

ریختہ رنگین

مین تو وہ اوڑھنی کی ہین کل کی اوڑھنی
باجی مجھے منگا دو جھلاجھل کی اوڑھنی

برسات جسکو کہتے ہین جی جس بہار مین
سر پر ہوا کی ہوتی ہی بادل کی اوڑھنی

گرمی کے مارے ناک مین آئی ہی میری جان
تہ کر کی رکھ پٹاری مین آنچل کی اوڑھنی

آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو
گھٹنے تلک تھی سر پہ مرے ڈھلکی اوڑھنی

بھاری تپٹ منگاؤن کہ رنگین منگاؤ نہین
نہ ٹھہرتی ہی سر پہ مرے ہلکی اوڑھنی

مسدس میر حسن دہلوی

نقاب چہرے سے خورشید جب اٹھاوے ہے
سو ہر ایک کو یہ کام مین لگاوے ہے

کوئی حرم کو کوئی تبکدے کو جاوے ہے
کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاوے ہے

کہون جو دل سے مین تو بھی کدھر کو جاوے ہے
تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناوے ہے

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلا کشان محبت بکوے یار روند

خفا ہو دل سے چلا طرف گلشن و گلزار
وہان گیا تو وہان بھی سنی یہی تکرار

کہ بسکہ تیغ ستم سے ہوا ہے سینہ فگار
لبون پہ جان ہے آنکھون مین اشک دل مین غبار

کہ گل ہنسی ہی ادھر سے ادھر سے بلبل زار
کبھی ہے رو رو کے ہر دم یہی پکار پکار

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

جو میں نے پوچھا تری کل کو بھی کہیں ہی کل
جو کل کا وعدہ کیا ہو تو کل میں آؤنگا چل
کہا تھا اسنے جو کل مجھ سو آؤنگا میں کل
تو ہنس کے کہنے لگا چل عبث نہ کر کل کل
غرض یہ اسکا ہی مطلب کہ کرکے لیت و لعل
ملا جو آج تو پھر کل کا وہ ہی آیا خلل

دہد فریبم و سازد امیدوار مرا
کہ تا بحشر کشاند در انتظار مرا

سفر کا عزم نہ رکھ دل میں شکل یوسف چور
سرک نہ پاس سی میرے نہ جا نگاہ سی دور
تری ہی دیکھنے سی آنکھ کے نور کا ہی ظہور
نکر تو شیشۂ دل سنگ تفرقہ سے چور
رلا رلا کے نہ آنکھوں میں میری کر ناسور
نظر سے تو جو گیا تو کہاں رہا پھر نور

مرو ز دیدہ کہ یادم ز پیر کنعان ست
کہ روی دوست ندیدن تجسیم نقصان ست

نہ دیکھا تجھ سا تو نام خدا کوئی بیباک
جہان جہان کو مارا کیا برابر خاک
پھری ہی غمزے سی تیسر بھی تو جو آتش ناک
کہ اک اشارۂ ابرو سے تو نے او سفاک
رہا نہ صید ہوا جو نہ زنیت فتراک
ترا ارادہ ہی کیا اب کریگا کس کو ہلاک

کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی

نہین ہی قابل تحریر میرا درد و الم
ملا نہ دشت مین جاتا ہی اور نہ طرف ارم
یہ عمر گذری اسی طرح مجھکو ای ہمدم
نہووی مجھسا کبھی یوسن کوئی کشتۂ غم
نہ آئی بوی گل اس طرف اور نہ خار ستم
مین کیا کرون نہ رکھون گر ہمیشہ چشم کو نم

نہ نکہتی ز گل و نہ خراشی از خارے
درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے

وہ کون ہی کہ نہین تیرے غم مین خستہ جگر
کہ اب تو حسن کا فخر بن ہی اس جہان اوپر
بھلا جتا تو مین لیجاؤن رشک کس کس پر
وہ کون ہی کہ نہین تیری یاد مین اکثر
ترا ہی ذکر ہر اک کو ہی ورد شام و سحر
کہان تلک مین کرون ضبط نالۂ دلبر

بجان رسیدہ ام از جور بے نہایت تو
کجا روم ہمہ کس مے کنند حکایت تو

کہان یہ حسرت و اندوہ اور یہ درد کہان
کہان یہ داغ یہ ناسور و آتش سوزان
وگر نہ تجکو یہی اپنی تھی شب ویران
کہان یہ آہ و نالہ یہ نوحہ و افغان
تری جفا کی مد ہی اسی سبب سے یہان
اور اب جو پوچھو تو کیا پوچھتی ہو انکا بیان

جگر بزخم تو معمور و دل زغم شاد ست
زمین حد تو اقلیم درد آباد ست

ستم اٹھانے کی اس سے نہین ہی زیادہ مجال
خدنگ عشق سی سینہ تو ہو گیا غربال

غزل مومن دہلوی

غزل نسیم لکھنوی

امتحان مین ہیکلفت ہی صانع کو آئی سیکڑون	سیکڑون اُسنے بگاڑے اور بنائے سیکڑون
پھوٹتی ہو بلبلو کس پر کہ یان اس باغ نے	گل کھلائے ہین ہزارون رنگ لائی سیکڑون
دین اُس شعلہ رو کی نوک مژگان کی نہ پوچھ	سیخ اٹھائی داغ پائے زخم کھائے سیکڑون
ہجر مین اسکے ہوا حاصل ہی درد بیحساب	صدمے لاکھون غم ہزارون رنج پائے سیکڑون
زلف جب پیچا دکھائی قد نہ کیون بلا بنائے	اونچ نیچ عشق نے ہمکو دکھائے سیکڑون
لیا بھروسا ہے حسینون کا ہر رنگ برگ پان	خون کرنے کے لیے ہین منہ لگائی سیکڑون
خاک رہتی ہے تو گلرویون کے کوچے مین نسیم	نقش پا بن بن کے گو نقشے جمائے سیکڑون

غزل داغ دہلوی

دل مجبور کو آزردہ جو پاتا ہون مین	اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہون مین
جبہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی	اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہون مین
ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے	رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین
فرقت یار مین ہو موت جو مر جاتا ہون	ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہون مین
دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول بھی جائے	جرم اپنا اسے خود یاد دلاتا ہون مین
قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے	نوچ کر پر سوئے گلزار اڑاتا ہون مین
میرا ساماں ہے تری بزم مین ہنگامۂ حشر	اپنی تعظیم کو سو فتنے اٹھاتا ہون مین

دم قدم سے ہے لگا جان نکل جائیگی — دیکھو سینے سے مری پاؤں اُٹھاتے کیوں ہو

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن — آپ چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

غزل وزیر لکھنوی

ای بتو شیفتہ کاکل پیچان ہوں مین — آج سر حلقۂ زنار پرستان ہوں مین

جلد یارب کہین پھر جاے گلے پر خنجر — دیر سے منتظر جنبش مژگان ہوں مین

کیا محبت ہی جو چھیڑی اُسے صدمہ ہو مجھے — وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین

ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ — ای اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سے رہی لب یارب — یا نون تو زیر جدائی مین جو خندان ہون مین

آدمیت تری دیکھو تو بھڑک جاوے دم — یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

ابھی جاتی سے ہون باہر دم جوش گریہ — یہ نہو مجھ سے کہ منت کش دامان ہون مین

ای فلک تجھ شب وصل کا ہونا معلوم — صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہون مین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھ سے ہوا اللہ اللہ — اتنی تقصیر ہوئی ہی کہ مسلمان ہون مین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو — زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہون مین

میری شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر — کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہون مین

غزل عشق لکھنوی

ایمان کو دل مین وہ الفت بیار تک نہ رہا — کہان کا پیار مرا اعتبار تک نہ رہا

غزل قبول

بنائے غم و رنج رخصت ہوئی — گیا دل ترے پاس فرصت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہین سب — الٰہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمین کے تلے پہلے ہم — پھر آنکھو سے پوشیدہ تربت ہوئی
رہا ہجر جس طرح عاشق مرا — کبھی وصل کی یون نہ غیبت ہوئی
جب آہین رکین اشک نکلی قبول — پیوست گئی تو رطوبت ہوئی

غزل وزیر لکھنوی

اپنے محبوب کا کوچہ رہے مسکن اپنا — بلبلو تم کو مبارک رہے گلشن اپنا
شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہے روشن اپنا — مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا
ہمنوا ای شمع رخ حسن پرست ایسے ہین — صرف فانوس ہے چھٹ جائے جو دامن اپنا
کھینچی تیغ اسنے کیا مین نے مقابل دل کو — دوست سے اپنے لڑاتا ہون مین دشمن اپنا
دیکھنا حسرت دیدار سے وہ کہتے ہین — پھر گیا منھ تری جانب دم مردن اپنا
آج تک نوح کا طوفان اسے کہتے ہین وزیر — ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

غزل داغ دہلوی

داغ کہتا ہے بنے گی یہین تربت میری — اک زمین ہے مرے سینے مین کدورت میری
سر سے پہلے وہ زبان کاٹ لیا کرتے ہین — کہ خدا سے نکرے کوئی شکایت میری